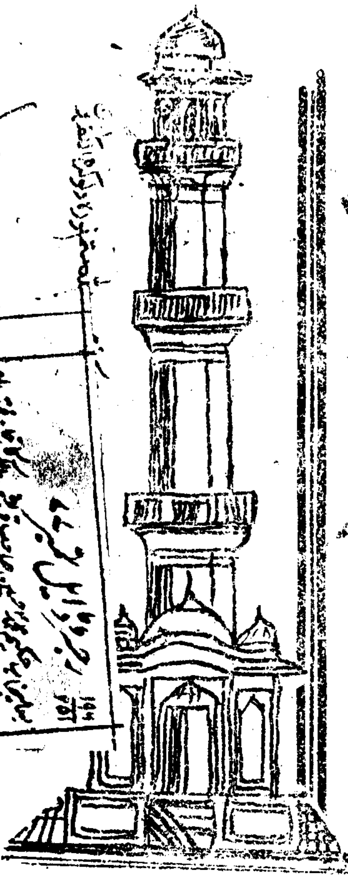


إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتَّى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

الحکم

[illegible]

(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی)

نمبر ۱۰ قادیان دار الامان مورخہ ۲۴ مارچ ۱۹۰۷ء مطابق ۹ صفر ۱۳۲۵ھ جلد ۱۱

الہامات و رؤیا

۱۸ مارچ ۱۹۰۷ء - (۱) قدرت کے دروازے کھلے ہیں۔ (۲) نیکی یہی ہے کہ خدا کے احکام کو پورا کرنا۔ (۳) تیری عاجزانہ راہیں اسکو پسند آئیں۔ (۴) إِنِّي أَنَرْتُكَ وَاخْتَرْتُكَ ترجمہ - میں نے تجھے روشن کیا اور تجھے برگزیدہ کیا۔

(۵) جو دعائیں آج قبول ہوئیں ان میں برکات اور شوکت اسلام بھی ہے۔

(۶) تیرے لئے ایک خزانہ مخفی تھا (۷) كُلٌّ لَكَ وَلِأَمْرِكَ ترجمہ - سب تیرے لئے اور تیرے حکم کے لئے ہیں۔

(۸) یا اللہ اِس شہر کی بلائیں بھی ٹال دے (۹) ایک مرتبہ بھی میں اسکا ظاہر کرونگا اور لوگوں کے سامنے اسکو عزت دونگا

(۱۰) أَجْرُ الْإِثْمِ وَأُرِيهِ الْجَحِيمَ ترجمہ جب تفہیم اور جس نے میرا گناہ کیا ہے میں اسکو گھسیٹونگا اور اسکو دوزخ دکھلاؤنگا

(۱۱) بلجت آیاتی - ترجمہ میرے نشان ظاہر ہو جائیں گے

(۱۲) قُلِ اللّٰهُ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِي خَوْضِهِمْ يَلْعَبُونَ

ترجمہ - کہدے اللہ ہے اور پھر انکو چھوڑ دے اپنی بیہودگی میں لعب کریں

۱۹ مارچ ۱۹۰۷ء - ۱ - خواب میں میں نے دیکھا کہ میری بیوی مجھے کہتی ہے کہ میں نے خدا کی مرضی کے لئے اپنی مرضی چھوڑ دی ہے۔ اسپر میں نے انکو جواب میں یہ کہا کہ اسی سے تو تم پر حسن چڑھا ہے۔ یہ فقرہ اس فقرہ سے مشابہ ہے جو زبور میں ہے کہ تو حسن میں بنی آدم سے کہیں بڑھ کر ہے۔

۲ - اردت زمان الزلزلة - یعنے میں نے ارادہ کیا ہے کہ زلزلہ کا زمانہ آجاوے۔

ڈوئی کے متعلق اشتہار کی ضرورت

برادران السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ یہ خوشخبری تو آپ لوگوں تک بذریعہ الحکم و بدر پہونچ چکی ہے کہ کسطرح خداوند تعالیٰ نے ایک روشن نشان ملک امریکہ میں ظاہر کیا ہے۔ یہ پیشگوئی بڑی کثرت کے ساتھ امریکہ کے اخباروں میں شایع ہو چکی تھی۔ اسلئے اب یہ نہایت ضروری ہے کہ اس پیشگوئی کے پورا ہونے کو بھی امریکہ اور یورپ میں ظاہر کیا جاوے کیونکہ اس کے بغیر اتمام حجت نہیں ہوتا۔ میگزین رقم عایت کے لحاظ سے پہلے ہی بلا قیمت بھیجا جاتا ہے۔ اس لئے اس مد میں گنجایش نہیں ہے۔ اگر اشاعت اسلام سے محبت رکھنے والے کوشش کریں تو چار پانچسو روپیہ اس کے لئے الگ جمع ہونا مشکل کام نہیں۔ میں زیادہ لکھنا نہیں چاہتا کیونکہ آپ لوگ خود اس ضرورت کو خوب سمجھتے ہیں۔ چار پانچسو روپیہ سے چھ سات ہزار اشتہار شایع ہو سکتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے ہم یہ امید رکھتے ہیں کہ جب اس نے خود یہ نشان ایک دوسرے ملک میں ظاہر فرمایا ہے تو وہ ان لوگوں کو بھی وہاں پیدا کر دیگا۔ جو اسکی صداقت اور اس کے ساتھ خدا کے برگزیدہ مسیح موعود کی صداقت پر ایمان لانیوالے ہیں۔ وما ذٰلک علی اللہ بعزیز۔

روپیہ محاسب صدر انجمن احمدیہ کے نام بھیجیں اور کوپن میں اطلاع دیدیں کہ متعلق اشتہار ڈوئی ہے۔ یہ یاد رکھنا ضرور ہے کہ اس اشتہار کا جلدی شایع ہونا ازبس ضروری ہے کیونکہ ابھی ڈوئی کی موت کا واقعہ تازہ ہے۔ اس لئے یہ روپیہ جلدی جمع ہونا چاہیئے۔

وہ لوگ ظالم ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں کے مرنے پر بڑی خوشیاں کرتے ہیں۔ ہم کسی کے مرنے سے خوش نہیں ہوتے بلکہ اس بات سے خوش ہوتے ہیں کہ اس ایک کی موت سے ہزاروں کو زندگی ملیگی۔ کیونکہ خدا تعالے کے روشن نشان ہی وہ چیز ہیں جن سے سچا ایمان دل میں پیدا ہوتا ہے اور ایک نئی زندگی انسان کو ملتی ہے۔

خاکسار محمد علی

سیاحت امیر سے افغانوں کی ناراضگی

کابل سے خبر آئی ہے کہ امیر صاحب کی سیاحت ہند سے بہت سے مذہبی جوش والے افغان ناراض ہو رہے ہیں۔ معلوم نہیں امیر صاحب کی سیاحت ہند کا حال کس طور سے افغانستان پہونچا کہ وہاں انکی سیاحت سے ان لوگونکو اظہار ناخوشی کا موقعہ ملا۔ بظاہر یہ معلوم ہوا ہے کہ دوران سیاحت میں امیر صاحب کی حسب ذیل باتوں سے افغان ناراض ہوئے ہیں۔

برٹش افسروں کے ساتھ امیر صاحب کا کھانا کھانا اور ان سے اپنی دوستی کا اظہار کرنا۔ یوروپین لباس پہننا۔ زیادہ انگریزی ساخت کی اشیاء اور دریائے کابل کے لئے پل کو خریدنا۔ امیر صاحب کا فریمیسن ہو جانا۔ یہ سب باتیں ناراضگی کے اظہار کا باعث ہیں۔

ضلع نغمان میں جو جلال آباد سے بہت دور نہیں ہے حال میں ملاؤں کا ایک بہت بڑا جلسہ منعقد ہوا۔ بہت سے ملا جمع ہوئے۔ اس جلسہ میں ملاؤں نے علانیہ بڑی خشم انگیز تقریریں کرکے امیر صاحب پر الزام لگایا کہ فریمیسن بنکر امیر صاحب نے اپنا مذہب تبدیل کر لیا۔ بعض نہایت متعصب ملاؤں نے تو یہ بھی کہا کہ اب امیر صاحب حکومت کے قابل نہیں رہے۔ جب اس جلسہ کی خبر سردار عنایت اللہ خان کو جلال آباد میں پہونچی تو انہوں نے ۲۰ سرغنہ ملاؤں کو طلب کرکے بحث کرنی چاہی۔ اور فوج کو بھیجکر جلسہ منتشر کرا دیا۔ اگرچہ کچھ شور و فساد اور ہنگامہ برپا ہوا۔ مگر بلا کسی آدمی کے قتل و زخمی ہونے کے جلسہ منتشر کر دیا گیا۔ افغانی ملاؤں کی یہ کارروائی سراسر نادانی اور بے عقلی کی ہے۔ (سول ملٹری گزٹ)

ایڈیٹر۔ ہمارے یہاں کے اخبارات ملاؤں کی اس قسم کی کارروائی کو نامناسب اور ناجائز قرار دیتے ہیں لیکن اصل بات یہ ہے کہ یہ رائے زنی محض خوشامدانہ پہلو رکھتی ہے بات تب تھی جب صاحبزادہ عبد اللطیف مرحوم کی شہادت پر بھی اس قسم کی رائے دی ہوتی۔ اور امیر صاحب کی اس حرکت کو نامناسب اور ناجائز قرار دیا ہوتا۔

افغانستان کے ملاؤں نے جس نظر سے امیر صاحب کی سیاحت پر غور کی ہے انہیں اس کے متعلق رائے زنی کا حق حاصل ہے اور ان کے جو کچھ ویوز ہو سکتے ہیں انہیں ہم ہندوستانی نہیں سمجھ سکتے۔ اس لئے ان معاملات پر رائے زنی کی کچھ حاجت نہیں دیکھنا یہ چاہیے کہ اس کا انجام کیا ہوتا ہے؟

امیر صاحب جس حال میں اپنے ابنائے وطن کے حالات سے واقف تھے انہیں اس سیاحت میں ہندوستان میں آکر اس یا اس کو توخوش ترکش فکر رہی کیوں انہوں نے نہ سوچا کہ انکا طرز عمل اہل وطن کی نظروں میں مشکوک ہوگا۔ بہرحال اس شورش کا جو کچھ ہی نتیجہ ہوگا وہ مفید ضرور ہوگا انشاء اللہ العزیز کیونکہ یا ملاؤں میں آزاد خیالی پیدا ہو جائیگی اور یا امیر صاحب اپنی غلطیوں کا اعتراف کریں گے۔

خودکشی کی اعانت میں آریہ گزٹ میں ستی ہونیوالی عورتوں کے حالات پڑھتا رہتا ہوں حال میں جو دو وارداتیں خودکشی کی ہوئی ہیں انپر آریہ گزٹ نے ان عورتوں کی بڑی تعریف کی ہے کیا اس کے یہ معنے نہیں ہیں کہ وہ عورتوں میں خودکشی کا جو قانوناً جرم ہے رواج دینا چاہتا ہے۔ میں اسپر کسیقدر وضاحت سے پھر لکھوں گا اور دیکھنا چاہتا ہوں کہ وہ اس نوٹ پر کیا لکھتا ہے۔

نیوگ اور کثرت ازدواج مندرجہ حاشیہ مضمون پر عنقریب محترم قوم مولوی محمد علی صاحب کا ایک سلسلہ مضامین آریہ پتر کا لاہور میں شروع ہوگا۔ جو ناظرین الحکم کی دلچسپی کے لئے الحکم میں بھی طبع کیا جاویگا۔

قادیان کی آریہ اور ہم پر آریوں کی رائے

لالہ شرمپت رائے اور لالہ ملاوامل قادیان آریہ سماج کے گویا بانی مبانی ہیں اور وقتاً فوقتاً سماج مذکور کے میر مجلس اور سکرٹری رہ چکے ہیں۔ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اکثر نشانات اور پیشگوئیوں کے وہ چشم دید زندہ گواہ ہیں۔ لالہ شرمپت رائے صاحب کے نام سے منسوب کر کے قادیان کے بازاری اخبار میں جب ظاہر کیا گیا کہ لالہ شرمپت رائے حضرت اقدس کے کسی الہام کے گواہ نہیں تو حضرت حجۃ اللہ نے اتمام حجت کی خاطر قادیان کے آریہ اور ہم کے عنوان سے ایک پمفلٹ شائع کیا جس میں چند نشانات اور پیشگوئیاں درج کر دیں جنکے لالہ صاحبان گواہ رویت ہیں جب یہ رسالہ تالیف ہو رہا تھا اُس وقت سے لیکر اسکے چھپنے تک لالہ شرمپت رائے صاحب نے بار ہا چاہا کہ وہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اس رسالہ کے متعلق ملیں لیکن حضرت اقدس نے جو جواب دیا اس کا مفہوم یہ تھا۔

”کہ چونکہ انھوں نے خدا تعالیٰ کے نشانات کی تحقیر کر کے شہادت حقہ کو چھپایا چاہا ہے اور ایک سچائی کا خون کر دیا ہے۔ اس لئے میں کسی صورت میں اس رسالہ کو روک نہیں سکتا۔ اور اگر میں ایسا کروں تو خود حق کو چھپانے والا ٹھیرتا ہوں اور یہ سخت گناہ ہے۔ معاملہ پبلک ہو چکا ہے میرے رسالہ کی شائع ہونے کے بعد انھیں حق ہے وہ جو چاہیں لکھیں اور شائع کریں“ یہ مفہوم تھا حضرت کے منشاء جواب کا جو بیٹے ہی لالہ شرمپت رائے کو پہنچایا۔ بہرحال لالہ صاحب اس مقصد میں کامیاب نہ ہوئے۔ اور رسالہ شائع ہو گیا۔ اس رسالہ کی اشاعت کے بعد لالہ صاحبان نے کیا جواب دیا؟ یہ سوال ابھی حل نہیں ہوا۔ اور ہمارے ناظرین کو ابھی انتظار کرنا چاہیئے۔ لیکن لالہ صاحبان کی نسبت آریوں نے کیا رائے قائم کی؟ اسکی ظاہر کرنیکے ایک حد تک ہم قابل ہو گئے ہیں اور اس رائے کو دیکھکر لالہ صاحبان کی حالت پر سخت افسوس اور رحم آتا ہے اور یہ بیچارے سچ سچ

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادھر کے ہوئے نہ اُدھر کے رہے

کے مصداق ہو رہے ہیں محض قوم اور برادری کے ڈر سے انھوں نے حق کو چھپایا تھا لیکن قوم اور برادری نے جو سلوک اُن سے کیا ہے؟ وہ اُنکے ہی اخبار کے الفاظ میں میں ظاہر کرونگا۔

مجھے یہ بھی ظاہر کر دینا چاہیئے۔ کہ لالہ صاحبان کی پردہ دری کا سو جب در اصل یہی اخبار ہوا ہے کیونکہ وہ غلط فہمی پھیلاتا یا لالہ شرمپت رائے کے خلاف منشاء ایک امر کو ظاہر کرتا اور نہ رسالہ قادیان کے آریہ اور ہم لکھا جاتا۔ اور نہ اب انکی پردہ دری ہوتی۔ معلوم ہوتا ہے لالہ صاحبان سے اس آریہ اخبار کو سخت دشمنی ہے اور وہ کوئی مخلفی کینہ نکالتا ہے۔ پچھلے دنوں اس نے لالہ ملاوامل صاحب کی بیٹی کی شادی پر اور لالہ شرمپت رائے صاحب کے لڑکے کی شادی پر دونوں بزرگوں کو خوب جلی کٹی سنائی تھیں اور اُن پر سخت حملے کئے تھے اور اب پھر ایک معاملہ کو چھیڑ کر ہاتھ دھو کر اُنکے پیچھے پڑا ہے اصل راز تو ابھی اس مخالفت کا کھلا نہیں لیکن امید کی جاتی ہے کہ حقیقت کھُل کر رہے گی۔ بہرحال اب اس رسالہ پر اسی اخبار نے ان دونو لالہ صاحبان کے متعلق صاف طور پر لکھ دیا ہے کہ

”قادیان کے آریہ بھی بڑے ہی بزدل اور ڈرپوک ہیں بیس بیس پچیس پچیس سال سے وہ آریہ سماج کے ممبر ہیں مگر سائنس اتنا نہیں کہ مرزا کے کسی صریح جھوٹ کی بھی علانیہ تردید کر سکیں مرزا نے بار ہا ابھی تحریروں اور تقریروں میں انھیں بے نقط سنائی ہیں مگر کیا مجال کہ اُف تک کریں اگر یہ انکی سہن سیلتا اور بُردباری کا سبب ہوتا تو

کوئی اعتراض نہ ہوتا اور یا اگر ان کے سلوک کا تعلق محض انکی ذات تک محدود ہوتا تو ہمیں کوئی گلہ نہ تھا مگر چونکہ ان کی خاموشی ایک علم کے خلاف ہے اس لئے ہمیں ان کی بزدلی پر سخت افسوس ہے۔ لالہ شرمپت رائے اور لالہ ملاوامل صاحب خصوصاً ہمارے اس اعتراض کا نشانہ ہیں مرزا صاحب نے ان کو اپنے الہاموں کا گواہ لکھا ہے اور ان کو حلف دیا ہے کہ کیا وہ ہمارے نشانوں کے گواہ نہیں ہیں؟ مگر ان دونوں صاحبوں نے ایسی ہوں ساوہ رکھی ہے کہ گویا اُن کو کچھ معلوم ہی نہیں“

اسی طرح پرانھیں غیرت دلائی ہے اور اپنا رونا اور دکھڑا بھی رویا ہے کہ کس طرح پر ان کی مدد انھوں نے دامے درمے قلمے نہیں کی شاید یہ ساری مخالفت لالہ صاحبان کی اسی بناء پر ہو مگر خیر بات اپنے معقول کہی ہے۔ اب لالہ صاحبان ان اعتراضوں سے تب ہی بچ سکتے ہیں کہ وہ قسم کھا کر شائع کریں جس طرح پر رسالہ قادیان کے آریہ اور ہم میں لکھا گیا ہے۔ اگر وہ فی الحقیقت ان الہامات کے گواہ ہیں اور ضرور گواہ ہیں تو اس ناقدر شناس قوم کی پروا نہ کریں اور حق کا اظہار کر دیں اور اگر وہ گواہ نہیں تو اسی طرز پر جیسے کہ حضرت اقدس نے قسم کھا کر بیان کیا ہے قسم کے ساتھ موکد کر کے اپنا بیان شائع کر دیں کسی لمبی چوڑی تحریر کی حاجت نہیں اور اگر انھوں نے قسم نہ کھائی تو پبلک بخوبی سمجھ لیگی کہ وہ حق پوش ہیں اور پھر سچائی کا ثبوت اُن کی خاموشی دے گی۔

بہرحال

لالہ شرمپت رائے اور لالہ ملاوامل صاحب اخفائے شہادت حقہ کے الزام کے نیچے ہیں۔ چونکہ عدالتوں نے بھی شہادت کیلئے حلف اسی لئے رکھا ہے کہ تا شاید جھوٹی گواہی دینے کی جرأت نہ کرے اور باوجود حلف اگر جھوٹ بولے تو وہ سزا پاتا ہے اسی طرح پر خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر جو جھوٹ بولتا ہے وہ اس قابل ہوتا ہے کہ سزا پاوے۔

پس

کل آریہ سماجوں کا اخلاقی فرض ہے کہ وہ لالہ صاحبان کو مجبور کریں کہ یا تو وہ قسم کھا کر جیسا کہ ان سے مطالبہ کیا گیا ہے اپنا انکار شائع کریں اور یا صداقت اور سچائی کو بیان کر کے والی اور سچائی کے گرہن کرنے کیلئے ہمیشہ طیار رہنے والے لالہ صاحبان شہادت حقہ کو ادا کر کے سبکدوش ہوں۔

ورنہ

یاد رکھیں وہ اخلاقی طور پر قوم کے نزدیک اور مذہبی طور پر اللہ تعالیٰ کے نزدیک ملزم ہیں۔

جنازہ غائب

میاں احمد الدین صاحب احمدی مونگ ضلع گوجرات کی اہلیہ اور میاں حمید الحکیم صاحب احمدی ریاست نابھہ کی بھی اہلیہ فوت ہو گئی ہیں۔ ان کا جنازہ غائب پڑھا جاوے۔

ڈاکٹر غلام غوث صاحب ویٹرنری اسسٹنٹ انسپکٹر ضلع نینی تال کی اہلیہ بھی ۱۱ فروری ۱۹۰۷ء کو فوت ہو چکی ہے۔ ناظرین دعا مغفرت کریں۔ ہر جگہ احباب جنازہ غائب پڑھ دیں۔ مرحومات کو اللہ تعالیٰ اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرماوے۔

ایک اور پیشگوئی پوری ہونے لگی

الحکم کی پہلی اشاعت میں ۱۳ مارچ ۱۹۰۷ء کا ایک الہام شائع کیا گیا ہے۔ اور وہ یہ ہے:

"یورپ اور دوسرے عیسائی ملکوں میں ایک قسم کی طاعون پھیلے گی جو بہت ہی سخت ہوگی"۔

ابھی اس پیشگوئی کو شائع ہوئے لمبا زمانہ نہیں گذرا کہ اس کے آثار شروع ہوگئے ہیں معزز ہمعصر بدر نے ڈیلی میل کے حوالہ سے یہ نوٹ شائع کیا ہے۔

"اخبار ڈیلی میل لکھتا ہے کہ جزائر برطانیہ میں سپائنڈیلیگ بڑھتی جاتی ہے جس سے خطرہ بڑھتا جاتا ہے یہ ایک قسم کا بخار ہے جس سے تین چار روز میں بیمار مر جاتا ہے ابتک ۲۵ موتیں ہو چکی ہیں"۔ یہ آثار بتا رہے ہیں کہ اس پیشگوئی کے پورا ہونے کا زمانہ بہت ہی قریب ہے واللہ اعلم بالصواب۔

یہ پیشگوئی جو یورپ اور دوسرے عیسائی ملکوں کے متعلق کی گئی ہے جب پوری ہوگی تو ان شورہ پشتوں کے اس اعتراض کا دندان شکن جواب ہوگی جو کہا کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یورپ اور دوسرے عیسائی ملکوں میں جہاں ہر قسم کے فسق و فجور ہوتے ہیں کیوں عذاب الٰہی نہیں آتے؟ اگرچہ اس اعتراض کا معقول جواب پہلے متعدد مرتبہ دیا جا چکا ہے اور تازہ آفات زلزلہ و سیلاب اور دوسرے ذریعوں سے موت کی گرم بازاری اور قحط وغیرہ نے عملی طور پر دیدیا ہے مگر آنکھ کے اندھے اور دل کے نابینا کب فائدہ اٹھاتے ہیں وہ کسی اور عذاب کے منتظر ہیں اور خدا تعالیٰ کی اس منذر وحی نے قبل از وقت آگاہ کر دیا ہے۔ سننے والے سنیں اور اس سے پہلے کہ عذاب الٰہی آکر فیصلہ کرے فائدہ اٹھائیں۔

ہماری ضرورتیں

میرے محترم بھائی ماسٹر احمد حسین فریدآبادی نے مندرجہ بالا عنوان سے معزز ہمعصر بدر میں چند قومی ضرورتیں پیش کی ہیں۔ اور وہ چاہتے ہیں کہ اس پر احمدی پبلک اپنی رائیں بھی ظاہر کیا کرے میں سلسلہ وار انکی بیان کردہ ضروریات پر بحث نہیں کرتا ہاں وقتاً فوقتاً ان سب پر رائے زنی کرونگا (انشاء اللہ) اور میری ذاتی رائے یہی ہے کہ ہماری قوم میں بھی فی الحقیقت رائے زنی کا مذاق پیدا ہونا چاہیئے۔ اور یہ تب ہی ممکن ہے کہ ان امورات پر جو اخبارات سلسلہ میں شائع ہوں فراخدلی سے اظہار رائے ہو جب تک ایسا نہ ہو ایڈیٹران اخبارات کو قومی معاملات کے متعلق رائے زنی کے لئے حوصلہ اور جرأت نہیں ہو سکتی بہرحال ایڈیٹران اخبارات قوم کا فرض ہے کہ وہ جس امر کو اپنی سمجھ اور فکر میں مفید قوم سمجھیں اسے پیش کردیں۔ اسی اصل کو مدنظر رکھکر ایڈیٹر الحکم نے ہمیشہ مفید قوم امور کو پیش کرنے میں تامل نہیں کیا۔ اور قومی ضرورتوں کو اس کا دماغ محسوس کرتا رہا ہے۔ ماسٹر احمد حسین فریدآبادی نے بہت ہی ضرورتیں بیان کی ہیں میں انمیں سے دو کا ذکر کرتا ہوں۔ احمدی ڈائرکٹری اور صنعتی تعلیم

احمدی ڈائرکٹری احمدی ڈائرکٹری کی ضرورت مینے آج سے نو سال پیشتر محسوس کی تھی چنانچہ مینے ۱۴ مارچ ۱۸۹۸ء کے الحکم کے صفحہ ۹ میں **ایک بڑی ضرورت کا پورا کرنا** کے عنوان سے ایک آرٹیکل شایع کیا تھا۔ اور اس کے متعلق ایک نقشہ بھی دیا تھا لیکن اسوقت الحکم کی اشاعت بہت ہی محدود اور تھوڑی تھی اور ابتدائی ایام تھے اسلئے یہ ضروری کام معرض التوا میں رہا۔ پھر میں وقتاً فوقتاً اسکی تحریک کرتا رہا۔

اور پھر مئی ۱۹۰۵ء میں شیرازہ قوم کے عنوان سے مینے مضامین شایع کئے اور چھپے ہوئے فارم بھی خانہ پری کے لئے بھیجے لیکن ایک ہزار بھیجے ہوئے فارموں میں سے بہت ہی تھوڑے پہونچے اور پھر یہ معاملہ کھٹائی میں پڑگیا۔ آخر ہم لوگ جو ایڈیٹران اخبار ہیں قوم کی مجموعی امداد کے بغیر کچھ نہیں کرسکتے۔ خصوصاً وہ کام جو قوم ہی کے کرنے کے ہوں حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس ضرورت کو پہلے ہی دنوں سے محسوس کیا تھا اور اشتہار بیعت میں ہی اس ضرورت کی تصریح کردی تھی۔ حضرت حکیم الامۃ نے میرے ان مضامین متعلقہ شیرازہ قوم کو از بس پسند فرمایا اور اپنی رائے کا اظہار کیا کہ اس کی بڑی ضرورت ہے مگر افسوس کہ ابتک توجہ نہیں ہوئی ورنہ ایسی ڈائرکٹری کا بن جانا کچھ بھی دقت طلب معاملہ نہ تھا۔

ایسا ہی مینے ایکمرتبہ تقویم احمدیہ کا اعلان کیا تھا۔ اور اس کے ساتھ ہی ڈائرکٹری کے منضم کرنے کے لئے احباب کو توجہ دلائی مگر وہ آرائے ایڈیٹر الحکم کے دماغ سے نکل کر الحکم کے کالموں میں رہ گئی آنیوالی نسلیں یا تو ہمیں ملزم ٹھہرائیں گی۔ یا ان امور کو قبل از وقت سمجھ لینے ہی پر خوش ہوجائیں گی کہ ہم سے پہلوں نے ہمارے لئے ایک راہ طیار کردی۔

بہرحال ڈائرکٹری کی ضرورت ہے اور بہت بڑی ضرورت ہے مگر یہ پوری ہوسکتی ہے قوم کی توجہ سے قوم کی اعانت اور ہمت سے یہ کہنا آسان ہے کہ ایک شخص خیالی گھوڑ دوڑ میں آگے بڑھنے کو آمادہ ہوسکتا ہے لیکن کچھ کرتا دھرتا نہیں لیکن جب یہ دیکھا جاوے کہ اس نے کیا کیا ہے اور وہ کیا کرسکتا تھا تو یہ سوال حل ہوجاتا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ ایسے ضروری سوال قوم کی متفقہ آواز سے حل ہوں اور جو ضرورتیں واقعی تسلیم ہوں ان کے لئے اس کام کا کوئی اہل تجویز کرکے اس کو مناسب مدد دی جاوے یہ نہیں ہوا کرتا کہ ایک ضرورت تو واقعی ضرورت ہو اور ایک شخص اسکو پورا کرنے کی قابلیت بھی رکھتا ہو لیکن اسکی ضروری اعانت کا سوال معلق چھوڑ کر اسے ہدف ملامت بنایا جاوے۔ خدا کرے کہ اس تحریک کی تجدید پھر کوئی اثر پیدا کرسکے۔ آمین۔

صنعتی تعلیم صنعتی تعلیم کی ضرورت کا سوال بھی نیا نہیں اور میں اس تحریک کی تجدید کو دیکھکر بھی از بس محظوظ ہوا ہوں یہ مسرت اسلئے ہے کہ اس ضرورت کا احساس بھی خدا کے محض فضل سے ایڈیٹر الحکم نے اس ضرورت کو بھی کئی سال پیشتر محسوس کیا اور اسپر توجہ دلائی اور مناسب اوقات میں

(احمد بیب)

مدرسہ تعلیم الاسلام کی مجلس ناظم کے سامنے بھی اس سوال کو رکھا لیکن بعض مشکلات یا دوسرے وجوہات کی بنا پر یہ سوال بھی معلق ہی چلا آتا ہے میں نے اسوقت جو نوٹ اس ضروری سوال کے متعلق شائع کئے تھے ان کو میں یہاں درج کرنا ضروری سمجھتا ہوں اور وہ یہ ہیں۔
الحکم نمبر ۲۵ جلد ۹ مورخہ ۹ر جولائی ۱۹۰۵ء کے صفحہ ... پر یہ نوٹ لکھا

ملک میں صنعتی تعلیم کی از بس ضرورت ہے

ہمارے ہمسایہ قوم ہندو زمانہ کی نبض شناس ہے اور دنیوی معاملات میں اس کا قدم بہت وسیع ہے ابتداءً جب انگریزی تعلیم کا ملک میں چرچا ہوا۔ اسوقت ہندو ؤں نے انگریزی زبان کے سیکھنے میں پیشدستی کی اور سب سے پہلے اعلیٰ عہدے حاصل کر لئے مسلمان انگریزی زبان کے جواز عدم جواز پر فتوے لکھنے میں مصروف رہے جب دیکھا کہ کام بگڑا تو انگریزی سیکھنے کیطرف توجہ کی اور ہر شخص کے سر میں یہی خیال سمایا کہ قوم میں انگریزی تعلیم کا عام رواج دیں گے تو کچھ بنے گا مگر بہت پیچھے رہی ہوئی قوم منزل مقصود پر پہنچی ہوئی قوم کا کب مقابلہ کر سکتی تھی گو کسیقدر فائدہ ہوا مگر ہونے کے برابر اب جب کہ انگریزی خوانوں کی ہوئی کثرت اور گورنمنٹ کو ضرورت رہی کم اور ہر سال لاکھوں انگریزی خوان نوکری کے طلبگار ہونے لگے۔ تو ہندوؤں نے خوب برمحل سوچا کہ اب نوکری سے تو کام بننے کا نہیں اب ضرورت ہے صنعتی تعلیم کی چنانچہ انہوں نے اس ضرورت کو محسوس کر کے لاہور میں ہند ٹیکنیکل انسٹیٹیوٹ قائم کر لی اور اب اسمیں سات جماعتیں بھی کھولدی ہیں مسلمان ابتک بیدار نہیں ہوئے۔ ہم کو معلوم دیتا ہے کہ مسلمانوں نے ہندوؤں کا اسطرف متوجہ ہونا شاید اپنے لئے کوئی نیک فال سمجھی کہ ہندو صنعتی علوم سیکھیں اور ہم انگریزی پڑھکر ملازمت کرلیں گے۔ اگر انہوں نے ایسا خیال کر لیا ہے تو بدیں عقل و دانش بباید گریست۔ موجودہ طرز تعلیم اور ملازمت کی موجودہ حالت سے ایسی امید کرنا خیالی پلاؤ ہے۔ آجکل کی تعلیم ایک وسیع میدان اور وسیع اخراجات کو چاہتی ہے اور مسلمانوں کی حالت اس بار گراں کے برداشت کرنے کی قابل نہیں رہی اس لئے ہمارے اسلامی کالج اور انجمنیں صنعت و حرفت کی تعلیم پر غور کر کے مسلمانوں کے بچوں کو کسی کام اور مطلب کے بناویں نری انگریزی پڑھا کر انہیں دین و دنیا دونوں سے محروم نہ کریں۔ ہم نے ارادہ کیا ہے کہ آیندہ ہفتہ سے اس ضروری مضمون پر مسلسل آرٹیکل لکھیں اور مسلمانوں کو بیدار کرنیکی کوشش کریں امید ہے ہمارے دوسرے اسلامی معاصرین بھی اس معاملہ میں ہمارے ساتھ ہوں گے۔

پھر ۱۶ر جولائی ۱۹۰۵ء کے صفحہ ۶ پر شائع کیا

مسلمان اور صنعتی تعلیم

گذشتہ اشاعت میں جو نوٹ اس عنوان سے ہم نے لکھا ہے اس کو پڑھ کر ہمارے ایک محسن و مخدوم عاشق قرآن کریم نے فرمایا کہ مسلمان اگر اپنی ساری توجہ قرآن کریم کی تعلیم اور اسکو دستور العمل بنانے میں صرف کریں تو وہ ہر طرح سے ترقی کے اعلےٰ مدارج پر یقینی پہنچ جاویں۔

ان الفاظ کو آب زر سے لکھنا یا موتیوں میں تولنا ان کی قدر و منزلت کو اسقدر نہیں بڑھا سکتا جسقدر اس پر عمل کرنے سے

ان کا شرف ثابت ہوتا ہے۔

بہر حال ہمارا منشا اس سے اسقدر ضرور ہے کہ ہم مسلمانوں کی جماعتیں اسی میں سمجھتے ہیں کہ نجاروں اور معماروں کی جماعتیں دیکھیں ہم مسلمانوں کو اس سے بہت بلند اور عظیم الشان مدارج پر دیکھنا چاہتے ہیں لیکن موجودہ زمانہ میں جب کہ وہ قعر ذلت و نکبت میں ہر حیثیت سے جا گرے ہیں اور تقوےٰ اللہ کے نہ ہونے کیوجہ سے ان کے لئے مخرج نظر نہیں آتا۔ وہ کم از کم اتنا تو کریں کہ جو حال اور اسباب مثلاً انگریزی تعلیم اور ملازمت وغیرہ کو ضروری سمجھتے ہیں اسی پر دستکاری و صنعت و حرفت کو ترقی دینے میں کوشش کریں تاکہ نظر بر رعایت اسباب ان کو معاش حلال کی ایک وجہ ہاتھ آوے۔ اور یوں وہ اپنی دنیوی حالت کی اصلاح کر سکیں۔

اس نوٹس کے پڑھ لینے کے بعد میری رائے کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ میں اس سوال کی اہمیت کو تسلیم کرتا ہوں اور بذریعہ الحکم کے ذریعہ اس سوال کو مجلس ناظم کے سامنے رکھ دیتا ہوں امید ہے وہ توجہ کرے گی۔ لیکن ساتھ ہی اپنے معزز ہمعصر بدر کو بھی متوجہ کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ امید ہے وہ بھی اسکی تائید میں قلم اٹھائے گا۔

ایک گورداسپوری وکیل کی ہمت

سردار گنڈا سنگھ صاحب گورداسپور کے ایک وکیل ہیں انہوں نے لاہور آریہ گزٹ میں فریاد کی ہے کہ تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کے ہندو طالب علم مسلمان ہو گئے ہیں لہذا آریہ سماج کے بتیشی دوڑیں اور سکھ اور انکو بچائیں۔ بڑی واویلا کرکے وہ ایک سکول کھلوانا چاہتے ہیں۔ اور بیچارے بھولے بھالے ایڈیٹر آریہ گزٹ اپیل کے لئے آمادہ ہوئے مگر جب اصل واقعہ کو دیکھا تو وہ ایسا جھوٹ جیسے کوئی کہے کہ گدھے کے دو سینگ ہوتے ہیں۔ سردار صاحب کی ہمت کا تو یہ حال ہے کہ خود قادیان تک آنیکی ضرورت نہیں سمجھی ورنہ جب انہیں انکے خیال کے موافق ایسی روح فرسا خبر پہنچی تھی تو انکا پہلا فرض تھا کہ وہ گورداسپور کی سماج کیطرف سے ہی قادیان آتے اور اگر واقعات کا علم پیدا کرتے پھر شور مچاتے لیکن وہ اس درد سے ایسے وارفتہ ہوئے کہ انکو یہ بھی خیال نہ رہا کہ واقعات کی اصلیت تو معلوم کریں۔ سالہا میں بھنڈاری خاندان کی ایک عورت عیسائی ہو گئی تھی اسکے تدارک کے لئے تو وکیل صاحب اور ان کے ہمخیال آریوں سے کوئی زنانہ مشن ہسپتال بٹالہ میں کھل نہ سکا مگر اب قادیان میں وہ آریہ سکول کھولنا چاہتے ہیں۔ اور پھر اس حوصلہ پر کہ آریہ گزٹ کے خریدار چندہ دیں خود قادیان تک نہیں آ سکتے۔ شاید سردار صاحب کو اپنی فروگذاشت پر اب افسوس ہوا ور انہیں معلوم ہو کہ اوہام ہی تو مردیں۔

سردار صاحب کو اپنی تردید کرنے کیلئے صداقت مجبور کریگی اور اپنی غلطی کا اعتراف کریں گے۔ تعلیم الاسلام ہائی سکول کے ناظم اسبات سے ہرگز ناخوش نہیں کہ سماجی یہاں سکول کھولیں بلکہ وہ ایک چھوڑ دس کھولیں مگر جس بنا پر یہ اپیل ہے وہ غلط ہے ہم تو خوش ہیں کہ اگر لڑکے ڈیاری کا سکول ہو گا تو گوشت خوروں کی بھی سماج ہی قائم ہو جاویگی۔ اور پھر دونوں ساجوں میں کارڈ ہی چلے گی۔ اور رونق بڑھیگی۔

استفسار و جوابات

ذیل کے سوالات کا جواب حضرت حکیم الامت کے ایما سے لکھا جاتا ہے۔

برادرم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

(۱) قبل از وحی و نبوت کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی دین کے مقلد تھے یا نہیں۔

(۲) آپ عبادات و توحید پر خود ہی قائم ہو گئے تھے یا کسی کی تقلید پر۔

(۳) آپ نماز نوافل کے طور پر ادا کرتے تھے یا کہ فرض کر کے جیسا کہ قسمیں قرعہ ان ادا کرتے تھے۔

(۴) قبل از نبوت نبی علیہ السلام وضو کرتے تھے یا نہ اگر کرتے تھے تو کس طرح کرتے تھے۔

(۵) شفاعت گنہگاروں کی قیامت میں ہوگی یا نہ۔

(۶) بچہ کے کان میں اذان دینے کی کیا وجہ ہے۔ کیا حدیث سے کہیں یہ امر ثابت ہوتا ہے۔

(۷) واذ اخذ ربک من بنی آدم من ظهورهم ذريتهم واشهدهم على انفسهم الست بربكم قالوا بلى شهدنا الخ اس آیت کے معنے مع تشریح لکھیں۔ روز میثاق ہوا تھا یا نہیں۔

(۸) سورہ الم نشرح کی تشریح فرما دیں کہ کس صورت پر صدر مبارک نبوی کا شق ہوا تھا۔ کیا نبی علیہ السلام کا سینہ مبارک چاک کیا گیا تھا یا کہ شرح صدر سے مراد حوصلہ و روحانی قوت زیادہ کی گئی تھی۔

(راقم خاکسار شاہ ولی خان احمدی۔ از مقام جینگا)

جوابات

(۱) قبل از وحی کوئی دین صحیح عرب اور شام میں موجود نہ تھا۔

(۲-۳) قبل از نبوت عبادات نبوی کا کوئی تذکرہ صحیح ہمیں نہیں پہنچا اور نہ بزرگ ائمہ کو اس کی کبھی فکر پڑی۔

(۴) قبل از نبوت وضو یا نہ وضو کرنے کے متعلق کوئی صحیح اور واقعی ثبوت نہیں ملا اور نہ ہمیں اس کی ضرورت پڑی تھی۔

(۵) شفاعت کا دنیا۔ قبر اور قیامت میں ہونا برحق ہے۔ شفاعت کا ثبوت قرآن کریم میں سے یہ آیت ملاحظہ کرو۔

ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاؤك فاستغفروا الله واستغفر لهم الرسول لوجدوا الله توابا رحيما پ ۵

(۶) جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس کے کان میں اذان دینے کی وجہ یہ ہے کہ جو آواز بچہ کے کان میں پہلے پڑتی ہے اس کا اثر دماغ میں مستقل ہو جاتا ہے چنانچہ موجودہ زمانہ کی سائنس اور طب کے رو سے مرض نقطہ نظر سے ایسا ہی ثابت ہو رہا ہے سلفا یہ امر تو متواتر ثابت ہو چکا ہے کہ نبی علیہ السلام کی فطرت ابتدا سے ہی ... و مصدر خصائل حسنہ و اخلاق فاضلہ پر واقع ہوئی تھی اور کبھی آپ پر کوئی کسی قسم کی تہمت کا الزام نہ لگا تھا چنانچہ خدا تعالے نے آپ کے وجود مصدر نبوت کی ابتدائی زندگی کی طہارت و پاکیزہ روش کے متعلق اہل عرب کے آگے یہ آیت پیش کی فقد لبثت فيكم عمرا من قبله افلا تعقلون۔ یعنے اے نبی انکو کہہ دے کہ میں نے تمہارے درمیان چالیس برس اس دعوے نبوت سے پہلے زندگی بسر کی ہے مجھ پر کوئی الزام و تہمت نہیں لگی تو اب خدا پر کیونکر جھوٹ بولونگا۔ پس اس سے صاف واضح ہوتا ہے کہ بچے کے کان میں اذان دینا بانی اسلام سے ثابت ہے کہ بچہ کے کان میں جو پہلی آواز جاوے اسکی فطرت میں قائم ہو وہ توحید الٰہی و رسالت نبوی کا اعلان ہو۔ اللھم صل علی محمد وعلی آلہ واصحابہ افضل الصلوات ﴿

زبان کے لکچرز (خطبات) بعض ایسے آدمیوں نے پورے پورے ادا کر دیئے ہیں جن کو اس زبان کی کوئی واقفیت نہ تھی جب وہ اپنی ماں کی گود میں تھے تو انھوں نے اپنی ماں کی زبان سے سنے اور ویسا ہی جوانی کے زمانہ میں ادا کر دیے۔ بچہ کے کان میں اذان دینے کے متعلق احادیث نبوی میں ارشاد موجود ہے۔

(۷) واذ اخذ ربک الخ اس آیت کی تشریح ہماری[1] کتاب فصل الخطاب میں ملاحظہ کرو۔ میثاق برحق ہے قرآن کریم و احادیث نبوی اس کے شاہد ہیں لیکن ارواح کا جسم سے پہلے موجود ہونے کا ثبوت کوئی نہیں۔

(۸) اس میں شک نہیں کہ آپ کا شق صدر ہوا۔ قرآن کریم اس پر صریح الم نشرح لک میں ارشاد فرماتا ہے۔ بھلا آپ غور کریں اگر شرح صدر نہ ہو تو وہ کام جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم روزمرہ کرتے تھے کسی غیر منشرح الصدر کا کام ہے آپ کی نو یا گیارہ بیویاں تھیں اور سب کی سب آپ پر فدا تھیں اُن کے ساتھ اگر آپ کامل معاشرت نہ رکھتے تو کیا وہ رہ سکتی تھیں پھر پانچ وقت آپ ہی جماعت کرانا اور بڑی بڑی سورتیں پڑھنا پھر تہجد کو بطور فرض اتنی لمبی قرات سے پڑھنا کہ سورہ بقر۔ سورہ آل عمران سورہ نسا سورہ مائدہ بھی کبھی ایک ایک رکعت میں پڑھ جاتے تھے پھر عرب کے وحشیوں سے مناظرہ یہود سے مناظرہ عیسائیوں سے مناظرہ غرض علماء جہلا و درندوں سے مقابلہ اور پھر اپنا ایک ہی طرز واحد رکھنا۔ پھر یہی نہیں کہ صرف زبانی جمع خرچ ہو بلکہ اپنی تاثیر سے ہزاروں کو عملی طور پر اپنے ساتھ ملا لیتے تھے سائل نے کوئی ایسا لیڈر دیکھا ہو تو ذرہ اس کا نام ہی بتائیں۔ کہ اس کی تقریر سے لوگ اپنے جان و مال اور سر ایک لیکچر کو استقلال و دوام کے ساتھ قربان کر دیں پھر تمام بادشاہان وقت سے خط و کتابت کرنا اور پھر باوجود اس کے اسورہ حجرات سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی صحابی کو بولنے کی اجازت نہ تھی پھر رات دن کی مہمان نوازی کے لئے نہ کوئی خزانہ ہے اور نہ کوئی مہمان خانہ تھا نہ کوئی باورچی خانہ ہے نہ کوئی لنگر کا مہتمم ہے نہ کوئی چارپائی ہے اور پھر کوئی مہمان ناراض نہیں جاتا۔ پھر قوانین جن میں عبادات و معاملات و روحانی اخلاق کی اصلاح ہو سکے اُن کا وقتاً فوقتاً ایجاد کرنا اور ان کو کر کے دکھا دینا اور عمل کروا دینا پھر سارے معاملات کا فیصلہ بھی آپ ہی کرنا۔ پھر فوجی افسروں کو مقرر کرنا اور لکھان اپنے ہاتھ میں رکھنا اور ساری سرکاری شب لکھنے منشی کا کام آپ کی زبان ہی تھی پھر عرب جیسے جنگجو طبائع کو مسخر کرنا اور اُن کے عمائد کو اُن کے غربا کے ساتھ کھڑا کر دینا اور عرب کے سرزمین پر جھکا دینا اور پچھلے خواہ کتنے ہی بڑے شریف ہوں اور اگلے خواہ کتنے ہی وضیع ہوں اُن کے پاؤں کے ساتھ اُن کے سروں کو لگا دینا۔ تمام ملک کی خبر رکھنا اور فوجوں کی روانگی کے لئے ایسا سخت انتظام رکھنا کہ کسی کے مال کو راستہ میں چور نہ لوٹیں اور فتح کے وقت ایک سوئی یا ایک سوئی کا دھاگا کسی سپاہی کو کسی سے لینے کی اجازت نہ دینا۔ پھر قرآن شریف کو ایسا یاد رکھنا کہ ایک نقطہ اور زبر و زیر کی غلطی نہ ہونے دینا بعض دنوں آپ نے صبح کی نماز سے لیکر عشا کی نماز تک لکچر خطب پڑھا ہے۔ نہ زبان کو وقفہ نہ بیان میں

(باقی)

[1] حضرت مولوی نورالدین صاحب

اختلاف ہوا اور پھر تیئیس ۲۳ برس کے سارے عرصہ میں اس میں یہ کہنا کہ ۲۴ میں کوئی اختلاف نہیں اور پھر تیئیس ۲۳ برس اس عہدہ کی خدمت کرنا کیا کوئی ایسا گورنر جنرل آپ نے دیکھا ہے جو تیئیس ۲۳ برس کی ملازمت میں لفظ بول سکے۔

پھر کھانا۔ پینا۔ مکان میں رہنا۔ بیوی سے تعلق رکھنا۔ سفر کرنا۔ صلح کرنا۔ جنگ کرنا۔ معاملات بیع و شرا۔ تجارت۔ نکاح۔ طلاق۔ عتاق۔ قضاء۔ شہود۔ شہادات۔ معاہدات مرنے کے بعد کے قوانین۔ یتامیٰ اور کم عقلوں کی خبرگیریاں اور ان کے اموال وغیرہ کی حفاظتیں اسکے سوا ادب الٰہی کیسے [illegible] اذکار اور قسم قسم کے مراقبات اور قسم [illegible] اٹھتے بیٹھتے سوتے چلتے پھرتے۔ جماع۔ ولادت۔ موت اور قسم قسم کی آیات اللہ جیسے خسوف کسوف اور ان کے متعلق [illegible] اور دعائیں اور قوانین تجویز کرنا پھر ایسے آرام سے بیٹھنا کہ بیویوں کو کہنا کہ آؤ میں تمہیں جاہلیت کے زمانہ کی کہانیاں سناؤں۔

اگر آپ کو شرح صدر کے متعلق کوئی [illegible] ہے تو اس آیت پر توجہ کرو جس میں لکھا ہے فمن یرد اللہ ان یھدیہ یشرح صدرہ للاسلام ۔ وہی صدر کا لفظ اس میں [illegible] ہے۔ اس شرح صدر کے لئے ضرور ہے کہ صاحب شرح صدر کو ایک نظارہ دکھایا جاوے جس میں اس کا سینہ پھر اس میں حکمت [illegible] بھر دیا جاوے۔ طوائف الملوکی کے زمانہ میں کس طرح آنحضرت [illegible] گزارہ کیا [illegible] کی سلطنت حبش اور یہودیوں کے ماتحت کس طرح گزارہ کیا پھر جب آپ نے جمہوری سلطنت وہاں [illegible] گزارہ کیا ہے پھر عرب جیسے [illegible] ملک کو [illegible] جکڑ دیا ہے یہ وہی جانتا ہے جو [illegible] واقف ہو۔

قومی ضرورتوں کے متعلق تحریکیں

یتیم کی امداد ایک یتیم کی امداد کے لئے درخواست [illegible] کیا گیا تھا خدا کا شکر ہے کہ اس کی طرف توجہ کی گئی ہے اگرچہ یہ رقم بہت عرصہ پہلے پوری ہو جانی چاہیئے تھی تاہم اب امید کیجاتی ہے کہ جلد تر اسکے ایک سال کے اخراجات کیلئے [illegible] جمع ہو جائیں گے اسوقت تک مندرجہ ذیل بزرگان نے توجہ فرمائی ہے اللہ تعالیٰ ان پر اپنے برکات نازل کرے اور انکی اولاد کو داغ یتیمی سے محفوظ رکھے۔

چودہری محمد دین صاحب افسر مال دہلی .... [illegible]

سید محمد نذیر حسین صاحب کٹھیالیاں .... [illegible]

منشی غلام محمد صاحب شاخ شمالی ۹۹ ڈاکخانہ سرگودہا .... [illegible]

مرزا عباس علی گارڈ کوہاٹ .... [illegible]

مرزا محمد شفیع صاحب ہیڈ کلارک ڈاکخانجات ڈیرہ اسمٰعیل خان .... [illegible]

میاں غوث محمد آف گوبیکے ۲۰۰۰/

منشی عبدالعزیز صاحب ٹیلر ماسٹر متھرا .... [illegible]

بابو محمد ثناء اللہ صاحب پلیڈر لاہور .... [illegible]

محمد دین صاحب میرک .... ا/

دس وظائف جن دس وظائف کیلئے اعلان کیا گیا تھا۔ انکے متعلق بجز شیخ نور احمد صاحب پلیڈر ایبٹ آباد کے سوا کسی اور بزرگ کا خط نہیں آیا شیخ صاحب پہلے سے پانچ روپیہ ماہوار مدرسہ کے عام اغراض کے لئے چندہ دیتے ہیں اس تحریک میں چونکہ ان کا نام بھی تھا انہوں نے نہایت خوشی سے [illegible] ماہوار مستقل طور پر وظیفہ دینے کے لئے منظور فرمائے ہیں۔

اور ابھی فنڈ میں [illegible] یک مشت حضرت حکیم الامۃ نے دئے ہیں۔ ایک سال کے لئے چھ سو روپیہ (۶۰۰) دس وظیفوں کے لئے مطلوب ہے جن میں سے ابھی ایک سو بھی پورا نہیں ہوا۔ وہ بزرگ جن سے خصوصیت سے نام لیکر مدد مانگی گئی تھی امید ہے جلد تر توجہ فرمائیں گے۔

کس کی اشاعت سب سے زیادہ ہے؟

کچھ عرصہ پہلے اردو اخباری دنیا میں یہ ظاہر کیا جاتا تھا کہ پیسہ اخبار اپنی اشاعت کے لحاظ سے ہندوستان کے اردو اخبارات میں اول نمبر ہے چونکہ کسی اردو اخبار کی اشاعت اسکے مقابلہ میں بڑھکر نہ تھی اس لئے کسی کو حوصلہ اور جرأت نہیں ہوئی کہ اسکے دعوے کو باطل کرے مگر جب **ہندوستان** لاہور سے جاری ہوا تو اس نے دو ہی سال کے اندر جو معمولی ترقی کرکے پیسہ اخبار کو اشاعت کے لحاظ سے مقابلہ کیلئے للکارا۔ میرا اپنا خیال ہے کہ **ہندوستان** کو ایسے مقابلہ کی حاجت نہ تھی لیکن [illegible] ایسے پیش آگئے کہ ہندوستان کو مقابلہ کیلئے چیلنج کرنا پڑا۔ اور در حقیقت ہندوستان نے [illegible] کی خدمت کے لحاظ سے اچھا کیا کیونکہ اشاعت [illegible] کی وجہ سے پبلک کو مغالطہ لگ سکتا تھا اور راہ نہیں [illegible] تک پہنچ سکتا ہے۔ **ہندوستان** کا [illegible] ہے کہ اس کی اشاعت پیسہ اخبار سے زیادہ ہے۔ پیسہ اخبار نے اسکے اس دعوے کو توڑ کر ثابت نہیں کیا ایک مرتبہ یہ کہا کہ وہ پانچہزار روپیہ تاوان دینے کو طیار ہے اگر یہ ثابت ہو جاوے کہ پیسہ اخبار کی اشاعت سب سے زیادہ نہیں۔ مجھے پیسہ اخبار کے اس جواب پر حیرانی ہوئی تھی کہ بجائے اسکے کہ وہ پانچہزار روپیہ تاوان دے وہ صاف طور پر ظاہر کر دیتا کہ میری تعداد اشاعت اسقدر ہے؟ اس شرط بازی سے کچھ فائدہ نہیں صرف تعداد اشاعت بتا دینا گناہ نہیں۔ اگر ہندوستان کی اشاعت واقعی پیسہ اخبار سے زیادہ ہے تو یہ برا ماننے کی جگہ نہیں بلکہ خوش ہونا چاہیئے کہ **ہندوستان** نے اپنی وقعت اور ناظرین بڑھانے میں کامیابی حاصل کی اور وہ اخباری برادری کا ایک فرد ہے مگر ہندوستانی مسلمانوں کا بیہودہ سوال ایسے امور میں بھی دراندازی ہو جاتا ہے اس کو برطرف کرکے ہمارے معاصرین کو اس قضیہ اشاعت کا دو حرفی فیصلہ کر لینا چاہیئے۔ اور خصوصاً ان لوگوں کو جو اشتہاری برادری کے ممبر ہیں پیسہ اخبار کو مجبور کرنا چاہیئے کہ وہ اپنی صحیح اشاعت پبلک کو بتائے اور اگر پیسہ اخبار اپنی اشاعت ہندوستان سے زیادہ ثابت نہ کر سکے تو نہایت نیک نیتی سے اس کو تسلیم کر لے اور یہ امر بھی اخلاقی پہلو سے اسکے لئے مسرت ہی کا موجب ہوگا۔ اور اگر پیسہ اخبار کی اشاعت زیادہ ہو تو ہمعصر ہندوستان اپنی غلطی کو تسلیم کرنے پر مجبور ہوگا۔ لیکن یہ سوال ابھی حل نہ ہوگا بہتر ہے چند معززین کی ایک کمیٹی ہو جس میں دونو ہمعصر اپنے دعوے کا ثبوت پیش کریں آخر بالآخر اسکا فیصلہ شایع ہو جاوے۔ مجھے امید ہے کہ پیسہ اخبار اس پر توجہ کریگا اور ہم عصر ہندوستان بھی اپنا خیال ظاہر کر دیگا کہ کیا وہ کمیشن کا فیصلہ منظور کرے گا؟

حدیث معراج سے حضرت عیسیٰ کو زندہ سمجھنے والے غور کریں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آجکل ہمارے گاؤں موضع دوالمیال اور گرد و نواح کے دیہات میں عام لوگوں کے درمیان حیات و وفات مسیح پر خوب بحثیں ہو رہی ہیں کیا مرد کیا عورتیں ہر ایک اسی شغل میں مصروف ہے جہاں چار پانچ آدمی باہم مل کر بیٹھتے ہیں وہاں یہی ذکر کیا جاتا ہے ایک دو شخص یہاں سلسلہ عالیہ احمدیہ کے سخت دشمن ہیں رات دن ان کا یہی وعظ ہے کہ مرزائیوں نے قرآن شریف کو بدلدیا ہے قدیمی کتابوں کو نہیں مانتے حدیثوں کی تاویلیں کرتے ہیں چنانچہ جو آدمی ان کو ملتا ہے اس کے آگے یہ حدیث پیش کی جاتی ہے۔ لما کان لیلۃ اسری برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقی ابراہیم وموسیٰ وعیسیٰ الخ قال فانزل فافتنا۔ لہٰذا میں اپنے مولوی صاحبان سے پوچھتا ہوں کہ جب قرآن شریف اور حدیث معراج سے جو بخاری میں درج ہے حضرت عیسیٰ کی وفات ثابت ہوگئی تو پھر یہاں عیسیٰ سے آپ مثیل عیسیٰ کیوں مراد نہیں لیتے اور تاویل کو کیوں آپ برا سمجھتے ہیں کیونکہ تاویل تو قدیم سے علماء کرتے آئے ہیں اور ہمیشہ ضرورت کے وقت تاویل کی جاتی ہے دیکھو بخاری میں ہے اوتیت مفاتیح خزائن الارض فوضعت فی یدی اور مسند دارمی میں ہے۔ سوار کسریٰ و مفاتیح المدائن وبلاد الشام اب بتاؤ الارض کے خزائن کی کنجیاں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک پر رکھی گئیں اور ملک شام میں آپ کی سلطنت واقع ہوئی یا آپ کے نائب اور مثیل حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے وقت کنجیاں ملیں اور بلاد شام میں ان کی سلطنت واقع ہوئی پھر اس حدیث کو پڑھو جو بخاری کتاب الادب میں ہے عن انس رضی اللہ عنہ ان رجلاً من اہل البادیۃ اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ متی الساعۃ قائمۃ قال ویلک ما اعددت لہا الخ فمر غلام للمغیرۃ وکان من اقرانی فقال ان اخر ہذا فلم یدرکہ الہرم حتی تقوم الساعۃ۔ اب اگر تاویل نہ کی جاوے تو مغیرہ کے غلام کے بوڑھے ہونے سے پہلے قیامت کا قائم ہونا کیونکر مانا جاتا ہے اسے تو فوت ہوئے بھی مدت گذر گئی مگر ابھی تک قیامت نہیں آئی اور ما اعددت لہا سے ظاہر ہے کہ مراد الساعۃ سے وہی قیامت ہے جس میں حشر اجساد ہو کر حساب کتاب ہوگا پس آپ لوگوں کا یہ کہنا کہ مرزائی تاویلیں کرتے ہیں اور قدیمی کتابوں کو نہیں مانتے ہرگز درست نہیں اور عام لوگوں کے سامنے تمہارا یہ دعوےٰ بھی کہ تمام کتابوں میں یہی لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ عنصری جسم کے ساتھ آسمان پر اُٹھایا گیا اور پھر آخری زمانہ میں اُسی جسم کے ساتھ زمین پر اُترے گا بالکل غلط ہے ظاہری معنوں پر زور دینے والو اب میں تمہارے آگے شیخ الاسلام شرح بخاری سے چند حوالے پیش کرتا ہوں سنیئے (۱) وقال انس فلما مر جبرئیل بادریس قال مرحبا بالنبی الصالح والاخ الصالح قلت من ہذا قال ہذا ادریس ثم مررت بموسیٰ فقال مرحبا بالنبی الصالح والاخ الصالح قلت من ہذا قال ہذا موسیٰ ثم مررت بعیسیٰ فقال مرحبا بالنبی الصالح والاخ الصالح قلت من ہذا قال ہذا عیسیٰ الخ اس حدیث سے ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عیسیٰ کو فوت شدہ نبیوں میں دیکھا ہے اور حضرت عیسیٰ نے بھی دوسرے نبیوں کی طرح یہی جواب دیا کہ مرحبا بالنبی الصالح والاخ الصالح اگر ان کے اُمتی ہونے کا اعتقاد صحیح مانا جاوے تو ایک اُمتی کا اپنے پیشوا ومقتدا کی نسبت والاخ الصالح کہنا ٹھیک نہیں کیونکہ اسی حدیث میں حضرت آدم اور ابراہیم علیہما السلام کا جواب بجائے والاخ الصالح کے والابن الصالح درج ہے اگر حضرت عیسیٰ کا دوسرے انبیاء کے برخلاف خاکی جسم ہوتا تو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اس عجیب جسم کا جو بغیر طعام اس وقت تک آسمان پر موجود ہے کیوں نہ ذکر فرماتے (۲) در صحیح مسلم از انس مرفوعاً۔ گذشتم بموسیٰ شب اسری نزد کثیب احمر کہ آنجا قبر موسیٰ است وحالانکہ وے ایستادہ نماز گذارد در قبر خود و از ابی ہریرہ ہمچناں در قصہ اسری کہ از اں جملہ انبیست و دیدم خود را در جماعۃ از انبیاء پس ناگاہ موسیٰ ایستادہ نماز میگذارد و ناگاہ وے مرد لیست ضرب جعد و ناگاہ عیسیٰ بن مریم ایستادہ نماز میگذارد نزدیک ترین مردم بوے از روئے مانند عروہ بن مسعود است و ناگاہ ابراہیم ایستادہ نماز میگذارد و مشابہ ترین مردم بوے صاحب شما است کنایت از ذات شریف خود کرد پس وقت نماز شد پس امام شدم الجماعۃ را در نماز گفت بیہقی و در حدیث سعید بن مسیب از ابی ہریرہ آمدہ کہ ملاقات آنحضرت ایشاں را در بیت المقدس پس حاضر شد نماز پس امامت کرد ایشاں را پیغمبر ما صلی اللہ علیہ وسلم پس جمع شدند در بیت المقدس" (شیخ الاسلام کتاب الانبیاء) مدعیان حیات مسیح بتاویں کہ جس جسم کے ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر اُٹھائے گئے وہ جسم تو باعتقاد آپ کے آخری زمانہ میں اُترے گا پھر بیت المقدس میں کس جسم کے ساتھ اُترکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی پس یا تو اسی جسم کے ساتھ اُترے ہونگے یا اس کثیف جسم کو آسمان پر چھوڑ کر دوسرے انبیاء کی طرح لطیف جسم میں نازل ہوئے یہ دو تو صورتیں تمہارے دعوے کو باطل کرتی ہیں بصورت اولیٰ اُس جسم کا رفع و نزول تو آپ لوگ ایک ہی دفعہ مانتے ہیں یعنے یہود کے خوف سے وہ جسم اسوقت آسمان پر اُٹھایا گیا اور پھر آخری زمانہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک میں دفن کیا جاوے گا بصورت ثانی آپ لوگ تو سوائے آخری زمانہ کے حضرت عیسیٰ کے اُس خاکی جسم اور روح میں جدائی نہیں ڈالتے یہ تو موت ہے جسکے آپ قائل ہیں بغیر جدائی کے وقت اُس جسم کا زمین میں مدفون ہونا ضروری ہے نہ آسمان میں۔ شاید حضرت عیسیٰ بیت المقدس میں ہی خاکی جسم چھوڑ گئے ہونگے کیونکہ اُس وقت یہود کا کچھ خوف نہ تھا جو اُن کے جسم خاکی کے رفع کا اصل باعث ہے۔ بہتر ہے کہ کوئی صاحب میرے اس سوال کو بھی حل کر دے کہ جب حضرت عیسیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے بیت المقدس میں نماز پڑھی تو پھر وہ اپنے جسم کو کس چیز پر سوار کر کے اور کس راستہ سے ہو کر جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے آسمان پر پہنچ گئے کیونکہ اسی معراج کی حدیث میں لکھا ہے فلما جاء الی السماء الدنیا قال جبرئیل لخازن السماء افتح قال من ہذا قال ہذا جبرئیل قال معک احد قال معی محمد قال ارسل الیہ قال نعم الخ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس راستہ سے نہ عیسیٰ علیہ السلام اُترے نہ پھر واپس چڑھے ورنہ خازن اس طرح کیوں پوچھتا علاوہ اسکے جس جسم کے ساتھ حضرت عیسیٰ نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی وہ تو آپ بخوبی دیکھ چکے تھے پھر اُسی جسم کے ساتھ آسمان میں مسیح کو دیکھکر آپ کا یہ فرمانا قلت من ہذا قال ہذا عیسیٰ کیا معنے رکھتا ہے چونکہ ظاہری معنوں کے برخلاف جانا ہمارے معترضین کے نزدیک سراسر گمراہی ہے لہٰذا اس معاملہ میں اصل ہدایت سے ہم کو آگاہ کیا جاوے (۳) مدعیان حیات مسیح کا یہ اعتراض کہ احمدی جماعت کے علماء تاویلیں کرتے ہیں بہت ہی بیجا اعتراض ہے ان کے اس اعتراض سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کا کچھ خوف نہیں ورنہ وہ ایسی باتوں سے کیوں انکار کرتے جن سے خود ان کی اپنی مذہبی کتابیں بھری پڑی ہیں اگر

تاویل کرنا خصوصاً ایسی تاویل جس کے لئے سخت ضرورت در پیش ہو کفر یا الحاد ہے تو پھر علماء اہل اسلام میں سے کوئی بھی اس الزام سے بری نہیں ہو سکتا اب میں انبیاء کی حیات مابعد الموت کی نسبت جو بحث اس شرح بخاری میں کی گئی ہے لکھتا ہوں جس سے علاوہ موت مسیح کے ناظرین کو علمائے متقدمین کی تاویلوں کا حال بھی معلوم ہو جائیگا۔ روایت کردہ احمد از طریق دیگر از ابی ہریرہ مرفوعاً کہ فرمود آں حضرت شب کہ اسرا کردہ شد بمن تمام پائے خود را جائے کہ نہادند انبیاء پایہائے خود را از بیت المقدس پس عرض کردہ شد بر من عیسیٰ بن مریم الحدیث و مثبتہ اند روئیت انبیاء در لفظ چہ انبیاء افضل اند از شہدا و شہدا زندہ اند نزد پروردگار پس حیات انبیاء باید کہ برتر و اکمل باشد از حیات شہدا پس دور نیست کہ نماز گذارند و حج کنند۔ ملخص الاسلام اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ اسی خاکی جسم کے ساتھ ہر سال حج بھی کرتے ہیں جو صاحب ان کے حلیہ سے واقف ہیں انہیں چاہیئے کہ حج کے دنوں میں تلاش کریں شاید ان کو ملجاویں تو منت زاری کریں کہ حضور اب تو کسر صلیب اور قتل خنزیر کا وقت ہے آپ آسمان پر جا کر کیا کرینگے امید ہے کہ وہ زمین پر ہی رہ جائینگے اور اس انتظاری سے لوگوں کی جان چھوٹے گی۔ و جمع نمودہ بیہقی کتاب در حیات انبیاء در قبور وارد کردہ دراں حدیث انس کہ انبیاء زندہ اند در قبور خود کہ نماز میگذارند الخ و آوردہ است بیہقی از روایت محمد بن عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ کہ یکے از فقہائے کوفہ است از ثابت بلفظ دیگر کہ انبیاء گذاشتہ نمی شوند در قبور خود پس از چہل شب و لیکن ایشاں نماز میگذارند پیش خدا تا آنکہ نفخ کردہ شود در صور۔ جب انبیاء سابقین میں مسیح علیہ السلام کا شامل ہو کر نماز پڑھنا ثابت ہو گیا تو بموجب اس حدیث کے وہ قیامت تک وہی نماز دوسرے انبیاء کی طرح پڑھتے رہینگے اور دنیا میں واپس نہیں آسکتے۔ یہ حدیث پہلی حدیث کی معارض ہے اس لئے بیہقی نے اس کی یہ تاویل کی "مراد آنست کہ گذاشتہ نمیشوند کہ نماز گذارند مدت چہل روز پس ازاں نماز گذار باشند پیش خدا یعنی محجوب از انظار مردم" پھر شارح علیہ الرحمۃ آگے لکھتے ہیں صاحب تلخیص از شافعیہ گفتہ بالمے کہ ازاں حضرت ماندہ ہم بر ملک او باقی است چنانچہ در حالت حیات بود و انتقال نمیکند بملک ورثہ چنانچہ اموات را (پھر آپ کی زندگی میں ورثہ نبوت کا مالک حضرت عیسیٰ کو جو بنی اسرائیل کا پیغمبر تھا کیوں سمجھا جاتا ہے) واز آنچہ مشکل میشود دریں جا حدیث صحیح یا حسن مسلم یسلم علی الارد اللہ علی روحی حتی ارد علیہ السلام (اس حدیث کو حیات دائم کے برخلاف پاکر شارح نے یہ تاویل کی) یعنی طریقت آنست کہ تحقیق رد کردہ است حق تعالیٰ بر من روح از پیش آن دیگر آنکہ مراد از رد روح نہ روحی کہ فرستادن روح باشد بقالب میت بلکہ عبارت ست از توجہ و اقبال روح اقدس اطہر از اشتغال و استغراق بشہود حضرت قدس و مشاہدہ ملاء اعلیٰ بسوئے ایں عالم تا رد سلام و جواب آن میسر گردد دیگر آنکہ ایں خطاب ست بر مقدار فہم اہل ظاہر کہ در تفاہیم و تعارف ایشاں ز سماع کلام ورد جواب از موتی بے رد روح ممکن و منصور نباشد (ہمارے معترضین اہل ظاہر جو پہلی کتابوں پر اپنا عمل درآمد بتاتے ہیں اور جو حدیث انہ نازل اور فانزل ما فصلہ سے حیات مسیح پر دلیل پکڑتے ہیں حالانکہ کتاب اللہ اور سنت رسول اور دیگر محاورات عرب میں صدہا ضمائر غائب بلکہ ضمائر مخاطب اور متکلم کی ایسی پائی جاتی ہیں جن میں ان کا مثیل مراد ہے نہ اصل وہ ذرہ یہاں رد روح کی تاویلات و توجیہات پر غور کر کے اپنے کفر نامہ کی پڑتال کریں کہ امت محمدیہ علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ میں کوئی مسلمان باایمان بھی گذرا ہے یا نہیں) الشیخ علاء الدین قونوی کہ از علماء ارباب تصوف ست میگوید کہ اعتقاد حیات انبیاء در قبور و وجود ایشاں در روئے بروئے کہ پیش از وفات ثابت بود و استمرار و استقرار ایشاں در قبور ہم بر یک وجہ از مسائل ذوقی نیستکہ در روئے بدلائل ظنیہ غیر قطعیہ اکتفا تواں کرد و مشاہدہ عیانی ثابت شدہ کہ حیاتے کہ ایشاں را پیش از وفات ثابت بود زوال پذیرفتہ و فانی شدہ وادعاء عود آں حیات را بینہ قاطعہ و حجتے ساطعہ باید تا اعتقاد بداں صورت بندد با آنکہ اعتقاد داریم بحیات ایشاں نزد پروردگار جل جلالہ بحیاتے کہ اکمل و اعلیٰ است ازیں حیات متعارف و اعتقاد داریم کہ آں حضرت بازنبود علی ست بسموات اعلیٰ تر و سدرۃ المنتہیٰ عندہا جنۃ الماوٰی و ایں حالت افضل و اکمل است ازینکہ در قبر مقیم بود اگرچہ بمقتضائے حدیث نبوی فسحتے و سعتے در قبر مومن میکند کہ مد بصر باشد چہ جائے قبر سید انبیاء و سرور اہل اصطفا صلی اللہ علیہ وسلم ولیکن بودن آں در جنت ایکہ کہ عرض وے سموات والارض بود با آنکہ در حدیث آمدہ کہ انبیاء را بعد از چہل روز در زمین نگذارند و ایشاں نماز میکنند پیش پروردگار خود تا نفخ صور و در حدیث دیگر آمدہ کہ من گرامی ترم نزد پروردگار خود از انکہ بعد از سہ روز مرا در قبر بگذارد پس ظاہر شد کہ قائل باقامت انبیاء علیہم السلام بایں حیات در قبور و استمرار ایشاں در روئے چنانچہ پیش از وفات بود ند متمسک ست بصلوٰۃ موسیٰ در قبر دلالت ندارد بر استمرار اقامت او در روئے کیف و حال آنکہ در حدیث صحیح آمدہ کہ آنحضرت او را و انبیاء دیگر را صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین در سموات ملاقات کردہ پس توفیق آں بود کہ با وجود قرار ایشاں بر سموات گاہے انتقال بجائے دیگر از موضع قبر و غیرہ نیز کنند۔ یہ عبارت ظاہر کر رہی ہے کہ حضرت عیسیٰ اس خاکی جسم کے ساتھ زندہ نہیں اس کی زندگی بھی دوسرے انبیاء کی طرح ہے اور وہ کبھی کبھی اپنی قبر و غیرہ کا بھی سیر کرتا ہے اگرچہ یہ مضمون لمبا ہو گیا ہے لیکن پہلی کتابوں کے حوالے ماننے والوں اور تاویل سے ناراض ہونے والوں کی خاطر شیخ علاء الدین کے برخلاف جو کچھ اس شرح میں لکھا ہوا ہے وہ بھی درج کر دیتا ہوں جس سے مسیح کا دوسرے انبیاء کی طرح قبر میں ہونا ثابت ہے۔ واما آنکہ قونوی تفضیل و ترجیح داد ہ بودن آنحضرت را در سموات اعلیٰ بر استقرار در قبر شریف جواب وے آنست کہ قبر احاد مومنین روضۃ ایست از ریاض جنت پس قبر شریف سید المرسلین افضل ریاض جنت باشد و تواند بود کہ دیرا صلی اللہ علیہ وسلم در قبر از تصرف و نفوذ حالتے بود کہ سموات و ارض جہاں حجاب مرتفع باشد یعنی تجاوز و انتقال زیرا کہ امور آخرت و احوال برزخ بر احوال دنیا کہ مضیق حدود و جہات ست قیاس نتواں کرد و آنچہ در تطبیق صلوٰۃ موسیٰ علیہ السلام در قبر و روئیت سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم در آسمان گفتہ کہ انبیاء علیہم السلام با وجود استقرار ایشاں بر سموات گاہے بر قبور نیز نزول و انتقال میکنند کسے کہ قائل استمرار ایشاں نست در قبر برعکس آں میرود و میگوید کہ با وجود قرار ایشاں در قبور بعضے احیان بقوت نفوذی کہ در عالم ایشاں را دادہ اند عروج و انتقال بسموات نیز نمایند یا گوید کہ مراد دیدن آں حضرت ست صلی اللہ علیہ وسلم مر ایشاں را در قبور در حالت مرور آں حضرت از سموات بر ترتیبے کہ ذکر یافتہ است یعنی قولہ فی السماء حال ساد ستہ حال شلاً از فاعل باشد و مفعول پس استقرار در آسمان صفت آں حضرت باشد نہ انبیاء۔ از شیخ الاسلام شرح بخاری۔ اب حیات مسیح کے مدعیو آپ کے علمائے متقدمین جن کی کتابوں کے آپ حوالے چاہتے ہیں وہ تو حضرت عیسیٰ کا مرنے کے بعد بھی آسمان پر رہنا نہیں مانتے اور معراج کی رات کو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جس قدر انبیاء دیکھے کیا موسیٰ کیا عیسیٰ وہ سب کے سب قبروں میں تھے کبھی با قوت نفوذی کے زور سے قبروں سے آسمان میں بھی گاہے گاہے جاتے ہیں بالفرض خواہ انبیاء کے بموجب قول شیخ علاء الدین

قونوی نے آسمان میں سمجھا ہو یہ خواہ تعصب یا ملفقات شیخ جمال دہلوی کے مثل جیسا کہ ملفوظ ہے ... است ورنہ ... است ... در سموات الارض ان کا اقرار قبروں میں یا الووں نوٹوں سے حضرت عیسیٰ کی وفات ثابت ہے اب ہمارے مولوی صاحبان انصاف فرماویں کہ جیسے یہ علماء ایسی تاویلوں سے جن سے صاف ظاہر ہے کہ مسیح فوت ہوگئے آپ لوگوں کے نزدیک کافر نہیں تو پھر احمدی علماء کے حق میں بوجہ وفات مسیح یا تاویل کیوں کفر کا فتویٰ دیا جاتا ہے۔ اے سبحان کے ملو انو کیوں اپنے آپ کو تباہ اور مخلوق خدا کو گمراہ کر رہے ہو۔

مومنوں پر کفر کا کرنا گمان۔ ہے یہ کیا ایمانداروں کا نشان ۔ ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دین۔ دل سے ہیں خدام ختم المرسلین ۔ شرک اور بدعت سے ہم بیزار ہیں۔ خاک راہ احمد مختار ہیں۔

(کرمداد احمدی از دولمیال ضلع جہلم)

شاہ کابل کا ایک ہندی وکیل

اخبار زمیندار مطبوعہ ۲۴ فروری ۱۹۱۰ء میں ایک مضمون بعنوان (ہزمیجسٹی امیر صاحب پر نکتہ چینیاں) شائع ہوا ہے جس کی ابتدا میں یہ عبارت تحریر ہے۔ احمدی جماعت کے ایک رکن اعتراض کرتے ہیں کہ جب ہزمیجسٹی امیر صاحب عام مذہبی خیالات کا اس قدر پاس کرتے ہیں کہ محض ہندو صاحبوں کی خاطر گائے کی قربانی نہیں کرنے دیتے تو انھوں نے احمدی جماعت کے ایک معزز شخص کو کابل میں سنگسار کرنیکا کیوں حکم دیا۔ اسپر ایڈیٹر صاحب اخبار زمیندار لکھتے ہیں ... گائے کی قربانی ... مگر معترض صاحب کو یہ واضح رہے کہ افغانستان اسلامی سلطنت ہے اور وہاں اسلامی احکام کی حکومت ہے جب علماء کابل نے اس احمدی شخص کو مرتد قرار دیا تو امیر صاحب مجبور تھے ...

[illegible] ... احمد صاحب کو مذہبی علوم میں اچھے خاصے ... اگر یہ امر ثابت ہوا کہ ہم بھی کابل ... یا بعض خوشامدی اخبار نکیطرح ... عبداللطیف مرحوم کے ارتداد کے ... کیا کہ امیر صاحب کے رکھ رہو چونکہ وہ ... پیش کیا گیا جب حکم سنگسار رجم صادر ہوا اور کس حکم شرعی ... انگریزی علاقہ سے کابل میں طلب کیا گیا۔ کیوں نہیں یہ حکم دیدیا کہ چونکہ وہ شخص نئے عقیدہ کا آدمی ہے ہمارے علاقہ میں نہ آوے۔ اگر ملاؤں کی زبان ہی اسلامی شریعت ہے تو کابل کی اسلامی حکومت معلوم۔ اگر صاحبزادہ عبداللطیف صاحب کا مرزا غلام احمد صاحب کو امام یا مجدد یا مہدی یا مسیح ماننا ارتداد ہے تو امام مالک۔ امام ابوحنیفہ۔ امام شافعی۔ امام احمد حنبل کے مقلد سب مرتد ہوئے۔ اگر عیسیٰ علیہ السلام کو مردہ جاننا ارتداد ہے تو اس سے پہلے بہت علماء و فضلاء و امام مرتد ہوئے اور اگر ان کا ارتداد کا یہ اعتقاد ثبوت ہے کہ انگریزوں کی پرامن سلطنت سے جہاد کرنا ممنوع سمجھتے تھے تو امیر صاحب عام مسلمانوں میں یہ اعلان کیوں نہیں جاری فرما دیتے تاکہ کابل کا اسلامی سلطنت ہونا بااحسن وجوہ ثابت ہوجائے اور امیر صاحب کے خطاب ضیاء الملت والدین کے ساتھ لفظ غازی کا اضافہ ہوجائے۔ پھر اس وقت اگر ان کی رعایا کا کوئی آدمی اس جہاد کا انکار کرے تو مرتد سمجھکر سنگسار کیا جائے۔ مجھے کابل کے ملاؤں پر تو کچھ افسوس نہیں یہ فرقہ تو ہمیشہ ایسا ہی ہوتا ہے جس نے اندلس کی تاریخ پڑھی ہوگی وہ بخوبی جانتا ہے کہ اس سلطنت کی تباہی کے باعث یہی حضرات تھے۔ افسوس ہے تو اخبار زمیندار کے لائق ایڈیٹر پر ہے جنھوں نے بے سوچے سمجھے بلا کسی دلیل و حجت کے یہ مان لیا کہ مولوی عبداللطیف صاحب مرحوم مرتد ہوگئے تھے۔ اور امیر صاحب کے اس شرعی جرم (ومن یقتل مومنا متعمدا فجزاؤہ جہنم) کو جائز قرار دیدیا اور پھر کابل کو اسلامی حکومت کے باعث سمجھا جاسکتا ہے۔ اور یہ بھی خیال رہے کہ اگر اسلامی حکومت ایسی ہی ہوتی ہے جیسی کہ کابل میں ہے تو اسلامی شریعت کی تعریف کی مستحق نہیں ہے۔ اسلامی شریعت تو وہ برکتیں اپنے اندر رکھتی ہے جس پر عمل کرنے سے مسلمان تمام دنیا کے مالک ہوگئے تھے اور اس شریعت کے ترک عمل سے ہی مسلمانوں کو .... قعر مذلت میں گرا دیا۔ یہ بھی کوئی اسلامی شریعت کا حکم ہے کہ ایک شخص قرآن کو بلفظہ وحرفہ منزل من اللہ سمجھکر کتاب اللہ یقین رکھتا ہے اور محمد رسول اللہ کو سید المرسلین اور خاتم النبیین سمجھتا ہے اور شریعت کے احکام پر پورے طور پر عمل کرتا ہے اور نماز بیت اللہ کی طرف منہ کرکے پڑھتا ہے اور روزہ فرض سمجھکر رکھتا ہے مگر مسیح کو باستدلال آیات قرآنی مردہ مانتا ہے اور ہر صدی کے سر پر مجدد کا آنا سند کتاب اللہ و حدیث رسول اللہ ضروری خیال کرتا ہے۔ اور اس صدی کے مجدد یا مہدی مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو مانتا ہے اور قرآنی احکام کے بموجب ایسی پرامن سلطنت (انگریزی) سے جہاد کو ممنوع یقین رکھتا ہے۔ ایسے شخص کو کابل کی اسلامی حکومت مرتد قرار دیکر سنگسار کرتی ہے ایسی حکومت سے خدا کی پناہ۔ خداوند تعالیٰ مسلمانوں کو ایسی حکومت سے اپنے حفظ و امان میں رکھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لا تقولوا لمن القی الیکم السلام لست مومنا۔ اور امام ابوحنیفہ رح کا قول ہے کہ لا نکفر اہل القبلۃ۔

جب کابل کے ملاؤں نے مرحوم پر کفر و ارتداد کا فتویٰ دیا تو کیا امیر صاحب نے اسکی تحقیقات کی کہ کس جرم پر یہ فتویٰ دیا گیا ہے؟ اور کس حکم سے سزا رجم دی گئی ہے۔ اگر ایڈیٹر صاحب اس مقدمہ کی مسل کی نقل منگا کر اپنے اخبار میں شائع کریں تو احمدی جماعت کی سوءظنی جو امیر صاحب کی نسبت ہے دور ہوسکتی ہے۔ اگر آپ یہ فرماویں کہ امیر صاحب کو انکی سوءظنی کی کیا پرواہ ہے تو یہ بالکل صحیح ہے مگر امیر صاحب کے وہ فقرات جو انھوں نے گاؤکشی کی ممانعت کی نسبت بولے (کہ میں کسی ایک فرقہ کا مہمان نہیں بلکہ سب فرقوں کا اور کسی فرقہ کی رنجیدگی میں گوارا نہیں کرتا) ضروری ہے کہ اس جماعت کی سوءظنی بھی دور کر دیجاوے ورنہ وہ مذکورہ اقوال غلط ثابت ہونگے۔ امیر صاحب نے ہندوؤں کی رنجیدگی سے بچنے کیلئے صرف ایک حیوان کے قتل سے پرہیز کیا ہے تو کیا ہمارے لئے اتنا بھی نہیں کرسکتے کہ انکی جرم کے ثبوت کی نقل ہمکو بھیجدیں تاکہ ہمارا اطمینان ہوجاوے اگر یہ نہیں تو ایڈیٹر صاحب زمیندار ہی مہربانی فرماکر ان کے وجوہ ارتداد۔ اور سزا و رجم کے دلایل شرعی سے آگاہی بخشیں ورنہ خیر آپ خوشامد خواہ کچھ لکھدیں ہمارا تو کامل یقین ہے کہ امیر صاحب ایکدن ضرور اسی حیثیت سے جسطرح عبداللطیف مرحوم انکے روبرو پیش ہوئے خدا کے حضور حاضر کئے جائینگے اور سوال ہوگا بای ذنب قتلت۔

امیر صاحب کی بےتعصبی پر افسوس کہ شیعہ فرقہ جن کا اصحاب ثلثہ کو گالیاں دینا برملا نہ سہی خفیہ سہی عبادت تصور ہو۔ یہ مہربانی کا خیال ہے۔ اور ایک سچا مسلمان ایک فرعی مسئلہ حیات ممات مسیح عقیدہ امتناع جہاد انگلشیہ سلطنت سے کسطرح بےرحمی سے سنگسار کیا جائے۔ میں ایڈیٹر صاحب سے یہ مسئلہ بھی دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ جب کسی مسلمان مجرم کو قتل گاہ کو لیجائیں تو تریباً دو من بختہ لوہا اس کے گلے میں ڈالا جائے اور اس کا ناک چھیدکر اونٹ کی طرح رسی ڈالکر کشاں کشاں لیجائیں کس شرعی حکم سے ہے۔ ایسے بےرحم مذہب سے خدا کی پناہ اور ایسی اسلامی حکومت سے خدا کی امان۔

میں امید کرتا ہوں کہ میرے مہربان ایڈیٹر اخبار زمیندار میرے سوالات کے جواب سے تسلی فرماویں گے۔ م

[illegible] ... ہمارے ملک کی حاجت روا اور قوم کے مشکلکشا رسالے حکم الحاکمین خدا اس خیر امت کی اصلاح کرا اور ان کو راہ راست پر لگا آمین (اخبار زمیندار کا ایک زمیندار ناظر) راقم

ایمان کی ترقی اور اعمال صالحہ

ذیل میں میں اپنے ایک محسن و مخدوم **میر حامد شاہ** صاحب سیالکوٹی کی ایک نظم درج کرتا ہوں جو انہوں نے انجمن احمدیہ سیالکوٹ کے ایک جلسہ میں پڑھی۔ شاہ صاحب کو ناظرین الحکم سے انٹروڈیوس کرانے کی مجھے حاجت نہیں اس لئے کہ وہ اپنی سلیم الفطرتی۔ متانت اور ثقاہت کے ساتھ احمدیت کے درخشاں نمونہ ہیں۔ اور قابل رشک سیرت کے بزرگ ہیں ان کے کلام میں اخلاص کے ساتھ درد اور سلاست بیانی ضرور ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے کہ ان باتوں سے عملی فائدہ اٹھا سکیں آمین۔ — ایڈیٹر

سچ سچ

کان کھولو اور سنو

مسیحا سے جب تک صفائی نہ ہوگی — بلاؤں سے ہرگز رہائی نہ ہوگی
بھلوں کو برا کہنا اچھا نہیں ہے — برائی سے سن لو بھلائی نہ ہوگی
خدا کے ہیں مرسل مسیحا موعود — [illegible] کہ اب حق نمائی نہ ہوگی
اگر تم نہ مانو گے ان کی نصیحت — وہ آ کے [illegible] شناخت کرائی نہ ہوگی
یہ سن لو ابھی وقت ہیں آنیوالے — وہ پاؤ گے تکلیف پائی نہ ہوگی
ہیں طاعون سے اب تو ڈر ہی رہا ہے — مگر اس سے جب تک صفائی نہ ہوگی
تو حق اپنی چمکار دکھلائیگا اور — کہ پہلے کبھی بھی دکھائی نہ ہوگی
خدا اسکے نشانوں کی تشہیر کرتا — سنو اس میں کچھ بھی برائی نہ ہوگی
چلو اب نہ [illegible] راہ جب راہ آیا ہے — پھر ایسی کبھی راہ نمائی نہ ہوگی
دکھاتے ہیں وہ راہ تم کو مسیحا — کسی نے کبھی جو دکھائی نہ ہوگی
مذاہب میں باہم وہ جنگ و جدال ہے — کہ ایسی کبھی پھر لڑائی نہ ہوگی
چلاتے ہیں وہ تیغ اس میں مسیحا — کہ ایسی کسی نے چلائی نہ ہوگی
بھرے تھے گمان اس سے ہر سو ہے باطل — [illegible] کہ کھائی نہ ہوگی
مرا ابن مریم ہوا زندہ اسلام — اب اسکے [illegible] جدائی نہ ہوگی
یہ اسلام [illegible] غالب آنیکے دن ہیں — کسی کو بھی [illegible] رہائی نہ ہوگی
مسیحا کو [illegible] ملے گی وہاں سے — [illegible] رسائی نہ ہوگی
خدا کا بھی امت بنائے گا ایسی — کہ [illegible] ہوئی یوں بنائی نہ ہوگی
تمہارے بھلے کی یہ باتیں ہیں ساری — کبھی ایسی پھر خیر خواہی نہ ہوگی
[illegible] — سلامت رہو [illegible] تباہی نہ ہوگی
مسلماں مسلماں مسلماں بنو تم — [illegible] نہ ہوگی
[illegible] سعادت [illegible] — وہ پاؤ گے [illegible] نہ ہوگی
کرو دین کی خدمت مسیحا کی مانو — [illegible] رسوائی نہ ہوگی
یہ مطلب کی باتیں [illegible] — [illegible] نہ ہوگی
نہیں باز آتے تو سچ مجھ سے سن لو — کہ ایسی کسی نے سنائی نہ ہوگی
[illegible] — بجز ان کے مشکل کشائی نہ ہوگی

اور سن لو

صادقوں کو کاذبوں کے ہیں یہ جھٹلانے کے دن

اس لئے حق نے کہا ہیں زلزلہ آنیکے دن
غافلو تم حق کے فرمانے سے ہو ناراض کیوں
جب حالت ہیں تمہارے جب غضب لانیکے دن
تم کو باطل کی حمایت پر ہے جنبہ ناز اس قدر
حق کو ہیں حق کی حمایت پر اترانے کے دن
حق و باطل کا ہوا اتنا ہے جب جھگڑا دراز
اس تنازعہ کے ہیں آخر فیصلہ پانے کے دن
شوخیاں اچھی نہیں قوم مسلماں ان دنوں
سنت [illegible] ہیں یاد میں لانے کے دن
دیکھ لو اعمال خود آئینہ قرآن سے
کیا یہ وہ اسلام ہے جسپر ہیں اترانے کے دن
زلزلے آتے رہے بے شک یہ سچی بات ہے
کاذبوں کے ہیں انہی پر سزا پانے کے دن
صادقوں نے جان دیدی صدق کو زندہ کیا
کذب مرجاتا ہے پر کاذب کے مرجانے کے دن
کہتے ہیں خس کم جہاں پاک اک مثل مشہور ہے
ہیں خس و خاشاک کے اب دور ہو جانے کے دن
خود نظر آئے گا جب امت بنی خیر الامم
اب چلے آتے ہیں امت کے اسدھر جانے کے دن
اپنی حکمت اور ارادے سے خدا کرتا ہے کام
اب یہی دن تھے مسیحا کے اتر آنے کے دن
انتظاری سے بڑھتے کی بیقراری اے عزیز
مرنے والا مر گیا ہے اپنے مرجانے کے دن
خطہ کشمیر جس کو کہتے ہیں جنت نظیر
اس کا مدفن بن چکا ہے دفن ہو جانے کے دن
دوستی مردوں سے ہو اور یوں رہے زندوں سے بیر
آچکے پھر ایسی باتوں پر ہے فلاح پانے کے دن
حق کو خوش کرنے کی راہیں تم کو دکھلائی گئیں
بعد صدیوں کے ملے تھے یہ رضا پانے کے دن
صلح کے ایام ہیں دیں حق نے تم کو مہلتیں
ہیں یہ گمراہوں کو اور راست پر لانے کے دن
زندگی پاؤ کلام حق سے اے مردہ دلو
ورنہ پچھتانا پڑے گا تم کو مرجانے کے دن
ان دنوں کی قدر کرنا بات دانائی کی ہے
عقل دکھلاؤ کہ یہ ہیں عقل دکھلانے کے دن
تیرگی نفس ہے سمجھے ہو جسکو روشنی
اب مسیح پاک سے ہیں روشنی پانے کے دن
نفس کا جنجال ہے جسکو سمجھتے عیش ہو
چھوڑ دو اس عیش کو لائے گا دکھ پانیکے دن
تمکو قرآن سے ہے ملنی جب حیات طیبہ
کیوں نہیں پاتے اسے جب اسکے ہیں پانے کے دن
تم سے حامد کی یہ ہے اک ناصحانہ التماس
ورنہ سمجھائے گا خود وہ یار سمجھانے کے دن
(یہ مصرعہ الہامی ہے)

شمع حرم

دُنیا میں ہزاروں شمعیں روشن ہیں اور لاکھوں صحبتوں کی مختلف کیفیتیں اسی شمع کی روشنی میں نظر آیا کرتی ہیں۔ یہی شمع بادشاہوں کے عالی شان قصر و ایوان میں روشن ہے۔ اور یہی ایک میلا اور چکٹا ہوا چراغ بن کے غریب کے شکستہ جھونپڑے میں جھلملا رہا ہے۔ یہی دیر کے مستطیل گنبد کے نیچے ہے اور یہی مسجد کے طاق میں۔ اسی کی روشنی میں زاہد شب زندہ دار عبادت کرتا ہے۔ اور اسی کی کرنوں میں بے رحم قاتل اپنی تلوار کی باڑھ دیکھتا ہے۔ اسی کی شعاعوں میں بیٹھ کے فیاض وہ رقم گنتا ہے جو مستحقین کو دی جائے گی۔ اور اسی کی نظر کے سامنے چور اور ڈاکو سب سے چھپا کے وہ روپیہ گنتا ہے جسے چرا کے یا لوٹ مار کے لایا ہے۔ غرض جو کچھ ہوتا ہے اسی آنکھوں کی محرم راز اور مجرموں کی پردہ پوش شمع کے سامنے ہوتا ہے۔ گو دُنیا کی سب شمعیں بجائے خود ایک خاص کیفیت اور خاص شان رکھتی ہیں۔ مگر جو بات شمع حرم میں ہے کسی میں نہیں۔ اُس کی روشنی حرم کی مساعی عمارت کے اندر ہی نہیں بلکہ دُور دُور تک پھیلی ہوئی ہے۔ یہ شمع نہیں بلکہ گویا ماہتاب ہے جس کی چاندنی نے چھٹکنا شروع کیا تو ایک چشم زدن میں تمام اقطار عالم میں پھیل گئی۔ حرم کی یہ شمع اس روغن زیتون سے پر لطف چراغ کی یادگار ہے جسے ابراہیم خلیل اللہ نے تو شہر مکہ اور نسل عرب کے لئے خیر و برکت کی دعا مانگتے وقت عرب کی ایک وادی غیر ذی زرع میں حمد الٰہی بجا لے کے روشن کیا ہوگا۔ آخر میں اُس کے بلند و بالا روشن شعلے نے چمکنا شروع ہوئی تو سارے ریگستان کی اونچی سطح اور بیابانوں کے پھیلے ہوئے دامنوں میں آہستہ آہستہ نور چمکاتی ہوئی کل سرسبز و شاداب زمینوں میں تلاطم سمندروں اور سر بفلک پہاڑوں کو طے کرتے وہاں تک پہنچ گئیں جہاں تک نہ ہماری نظر پہنچ سکتی ہے اور نہ ہمارا خیال۔

یہ سالت ہے زبان سے کچھ نہیں کہتی۔ مگر اس کی آنکھ کھلی ہوتی ہے کہ اہل عالم کی سیہ کاری پر آنسو بہاتی جاتی ہے۔ گر خاموشی کی زبان حال سے اپنے فضائل اور اپنی خوبیاں بھی بیان کر رہی ہے۔ اور ایسا دلکش رجز گاتی ہے جسے سُن کے دلوں میں ایمان کا جوش پیدا ہو جاتا ہے اور لوگ خدا پرستی کے لئے دوڑنے لگتے ہیں۔ یہ نرالی کہانی ہے کہ وہ ندا ہے "یا اخی! یا اخی!" کی طلسمی صدا سُنتے ہی لوگ بیتاب ہو کے دوڑ پڑتے تھے۔ مگر شمع حرم سے سچے مبلغ توحید کی صدائے "یا امتی! یا امتی!" آج تک سُنی جاتی ہے۔ اور جو سنتا ہے جام توحید کا مست اور شمع عرفان کا دلدادہ بن کے اس طرح بے اختیار دوڑتا اور اس شمع حرم کی طرف لپکتا ہے کہ اُسے سر و پا کا ہوش نہیں رہتا۔

اس کی شعاعیں کہاں کہاں چمک رہی ہیں! اور اس کا جلوہ کہاں کہاں نظر آ رہا ہے۔ دیکھو دعوت حق کرنے والے مجاہدین کی آبدار تلواروں پر اس کی کرنیں کس آب و تاب سے جھلک رہی ہیں؟ اور کہاں کہاں جا کے چمکی ہیں؟ اس کے نور نے کیسے کیسے ظلمت کدوں کو روشن کر دیا ہے؟ اور آنا فانا کیسی ظلمتیں مٹا کے رکھ دی ہیں۔ ہدایت کے تمام راستوں میں اُس نے اُجالا کر دیا ہے۔ اور بڑھتے بڑھتے جا کے دلوں اور سینوں میں چمکی ہے۔ آج کل کے علمائے سائنس کو دعویٰ ہے کہ انھوں نے نور کی رفتار کا پتہ لگا لیا ہے۔ لیکن صحیح رفتار نور لالٹینوں کو فاصلے پر رکھ کے کھولنے اور بند کرنے سے نہیں معلوم ہو سکتی۔ (جس طرح کہ یہ لوگ معلوم کیا کرتے ہیں) نور کی صحیح چال معلوم کرنا ہے تو اس امر پر غور کریں کہ شمع حرم سے اور اس کی کرنیں کس سرعت کے ساتھ پیدا ہو کے سارے عالم میں چھٹک گئیں ہیں اور آفتاب کی طرح جو اپنی روشنی سے ہزاروں کروڑوں ستاروں کو چمکا دیتا ہے اس مرا ہیمی نور اور محمدی ہالے کس شان کے ساتھ ہر طرف اور

ہر ملک میں لاکھوں کروڑوں شمعیں روشن کر دیں۔

روشنی سے زیادہ دلچسپ اور دلکش اس شمع حرم کی تاریخ ہے۔ لیکن جریدہ عالم کے کہنہ و کرم خوردہ اوراق پر نظر ڈالنے اور مطالعہ کی زحمت اُٹھانے سے زیادہ آسان یہ ہے کہ اس شمع کی سرگزشت ہم اسی کی زبان حال سے سُنیں۔ واقعی اے شمع حرم اپنا حال تجھ کو ہی خوب جانتی ہے۔ اور ہمیں تجھ ہی سے سُن کے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ تو نے دُنیا کو کس طرح روشن کیا۔ اور تیری نورانیت کہاں کہاں پہنچی ہے؟ یہ سوال کر کے ہم مراقبے میں بیٹھ گئے۔ دل کی لو اس شمع کی لو سے لگا دی۔ اور حق پسندی و خدا پرستی کے کانوں کو اُس فرشتہ غیب کی آواز پر لگا دیا جو اس کی روشنی کو روز تیز کیا کرتا ہے۔ ناگہاں گویا دل میں ایک نور کی کھڑکی کھل گئی۔ اور توحید کا مورخ اسی شمع حرم کی زبان سے یہ سرگزشت سُنانے لگا۔

مجھے ایک روشن چراغ کی شان سے حضرت خلیل نے روشن کیا۔ اور میرے لئے درگاہ حضرت رب العزت میں ہمیشہ روز افزوں نورانیت کے ساتھ روشن رہنے کی دعا با برکت ہاتھ اُٹھا کے مانگی۔ اُس مقبول دعا کے ساتھ ہی ازلی نور آسمان سے اُتر کے میری شعاعوں میں مل گیا۔ اور ایسا نظر آیا کہ گویا میری کرنوں سے سارا عالم بقعۂ نور بن گیا ہے۔ خلیل اللہ مجھ روشن کر کے چلے گئے۔ اور اُن کے صاحبزادے حضرت اسماعیل اس خدمت پر مامور ہوئے کہ اپنی روشن ضمیری سے مجھے اُکسایا کریں۔ اُن کی کوشش سے میری روشنی دُور دُور تک پہنچی۔ سارے عرب کو میں نے چمکا دیا تھا۔ اور میری روشنی میں عرب کے قدیم قافلے مشرق سے مغرب اور شمال سے جنوب کی طرف سفر کیا کرتے تھے۔ میری روشنی نے اُن کے دلوں کا زنگ دور کر دیا تھا۔ اور اکثر سینوں میں میری ہی روشنی کا ایک چراغ روشن ہو گیا تھا کہ یکایک ظلمت و تیرہ بختی کا ایک طوفان عظیم آیا۔ (اور قریب تھا کہ وہ باد سموم جو تیرہ دل لوگوں کی سانسوں سے چلنا شروع ہوئی تھی مجھے گل کر دے۔ اور اس کا سبب یہ ہوا کہ عمرو بن لحی نام ایک تیرہ دل شخص کے سینے میں ہوائے نفسانی کے جھونکوں سے وہ چراغ توحید گل ہو گیا جو میری روشنی سے منور ہوا تھا۔ اُس نے پہلے تو فیاضی اور مہمان نوازی کا جوہر دکھا کے لوگوں کو اپنا والہ و شیدا بنایا۔ اور تمام قبائل عرب کے دل اپنے ہاتھ میں لئے۔ پھر ارض شام میں جا کے لوگوں کو ہبل کی مورت کے آگے سر جھکاتے دیکھا تو یہ مشرکانہ ادا کچھ ایسی پسند آئی کہ اُن لوگوں سے کہا کوئی ایسی ہی مورت ہمیں بھی دو جسے اپنے شہر میں لیجا کے ہم بھی اور تمہاری طرح اُسے خود بھی پوجیں اور سب ہموطنوں سے بھی پوجوائیں۔ اُس کی خیرہ آنکھیں میری روشنی سے ایسی چکاچوند ہوئیں کہ اندھا ہو گیا۔ اور یہ سمجھا کہ خانہ کعبہ بغیر کسی دیوتا کی مورت کے بے چراغ ہے۔ غرض شام والوں نے ہبل نام ایک بڑا بُت اُسے دیا جسے لا کے اُس نے خاص میرے برابر ابراہیم خلیل اللہ کے بنائے ہوئے معبد میں رکھ دیا۔ اور لوگوں کو سکھانا شروع کیا کہ خالی خولی گھر کے گرد کیا طواف کرتے ہو اس مورت کے آگے سر جھکاؤ۔ یہ بڑی تاریک گھڑی تھی۔ خاص میرے دامن میں ظلمت تھی بلکہ ظلمت بڑھتی جاتی تھی۔ اور میرا نور مٹتا جاتا تھا۔ آخر میں جھلملاتی رہ گئی اور تمام لوگوں کے دلوں میں میرا چراغ گل ہو گیا۔ سب کو بُت پرستی اسقدر پسند آئی کہ ہبل کے پاس ہی اور صدہا مورتیں کعبہ کے اندر لا کے رکھ دی گئیں۔ اب میرے سامنے خدا پرستی نہ تھی بلکہ بُت پرستی کا زور شور تھا۔ میں "شمع حرم" ہونے کے عوض "چراغ دیر" بن گئی تھی۔ اور اپنی شعاعوں میں مجھے نور کے بجائے ظلمت نظر آتی تھی۔

چراغ دیر بننے سے پہلے مجھ پر ایک زمانہ ایسا بھی گزر چکا تھا کہ میں بجائے عبادت اور پرستش کے آلودہ سیہ کاریوں کا تماشا دیکھا کرتی تھی۔ زانی

آگے میرے سامنے زنا کرتے بے رحم میری آنکھوں کے سامنے قتل و خونریزی کرتے اور میں خاموش اور سنسان بے اختیاری و مجبوری کے ساتھ صبر و شکر کرکے ان سیہ کاریوں کو دیکھتی تھی۔ اُس کے خلاف جب میری شعاعوں میں بُت پرستی کا جوش و خروش بڑھا تو میں اپنی قسمت پر اور زیادہ رونے لگی۔ اور گو اب چاروں طرف ہجوم تھا۔ میلے لگا کرتے تھے دور دور سے لوگ آکے میرے سامنے سر جھکایا کرتے تھے مگر میں اس کفر و شرک کے زمانہ پر اُس سیہ کاری و بدکاری کے زمانے کو ترجیح دیتی تھی۔

ممکن تھا کہ ان جہالتوں سے برہم اور ان نالائقیوں پر مشتعل ہو کے میں اپنی لَو کو ذرا بڑھاتی اور خانہ کعبہ اور گرد و پیش کے سامان شرک میں آگ لگا دیتی۔ مگر نہیں مجھے خاموشی سے انتظار کرنے کا حکم تھا۔ خدا کی یہی مرضی تھی کہ ان بدتمیزیوں کو چپکے چپکے دیکھوں اور دم نہ ماروں۔

آخر وہ وقت آگیا جب میری روشنی سارے عالم میں پھیلنے والی تھی۔ اور خدا کی مشیت میں تھا کہ ساری دُنیا میرے نور سے جگمگا اُٹھے۔ عین اُس حالت میں کہ ہر طرف کفر و شرک کا دور دورہ تھا میری توحید کی شعاعیں بُت پرستی کی ظلمت سے مغلوب ہو کے بے اثر ہو گئی تھیں اور میں بُت خانے کا چراغ بنی ہوئی تھی حضرت پیغمبر عرب اور نبی آخر الزمان صلعم پیدا ہوئے آپکی ولادت کے ساتھ ہی میری ضَو دیکایک ایک صاعقہ کی شان سے ایوان کسریٰ پر پہنچی اُس کے در و دیوار میں زلزلہ ڈال دیا۔ اور اُس کی بُنیاد منہدم کر دی۔ اس کے چالیس برس بعد جب دعوتِ حق کی صدا بلند ہوئی تو میری سچی روشنی نمودار ہونا شروع ہوئی۔

وہ وقت مجھے اچھی طرح یاد ہے جب شرک و توحید میں مقابلہ شروع ہوا ہے۔ اور شرک اپنی ظلمت کا آخری جوش غیظ و غضب کے ساتھ دکھا رہا تھا۔ اور چاہتا تھا کہ اپنی دستبرد سے مجھے گل کر دے۔ اس وقت اُس سچے داعی حق اور اُس کے چند مست بادۂ توحید رفقا نے مخالفوں اور توحید کے دشمنوں کے ہاتھ سے جیسی جیسی تکلیفیں اُٹھائی۔ اور سخت سخت اذیتیں برداشت کی ہیں بیان نہیں ہو سکتا کبھی یہ اندیشہ ہوتا تھا کہ ایسا نہ ہو میرے ساتھ ان داعیان حق کی زندگی کا چراغ بھی گل ہو جائے لیکن نہیں۔

چراغے را کہ ایزد بر فروزد   کسے کو تُف زند ریشش بسوزد

کسی کا کچھ زور نہ چلا۔ اور نعرۂ توحید بلند کرنے والوں کی آواز سارے عرب میں گونج اُٹھی اب میری شان بڑھانے میری روشنی تیز کرنے کے لئے بُت پرستی و شرک کے رسوم مٹا دیتے گئے۔ توحید و خدا پرستی کا سچا جوش دلوں میں پیدا کیا گیا۔ حرم کا ایوان ربانی بتوں کی ظلمت سے صاف اور وحدت کے نور سے معمور کیا گیا۔ اور ان کارروائیوں کے ساتھ ہی میں یکایک اس طرح چمک اُٹھی کہ میری کرنیں مشرق و مغرب اور شمال و جنوب کی انتہائی سرحدوں سے گذر جانے کے لئے بیتاب تھیں۔

اب ایک مبارک گروہ میری روشنی پھیلانے اور میرے راستے میں سے ظلم و جور اور شرک و کفر کی خار دار جھاڑیاں دور کرنے کیلئے تیار ہوا۔ یہ لوگ میرے نورانی رنگ میں رنگے ہوئے تھے۔ ان کے جھنڈوں پر میری شعاعوں کا عکس پڑ رہا تھا۔ ان کے نورانی چہروں اور ان کی متبرک ڈاڑھیوں پہ میری کرنیں عالم نور پیدا کر رہی تھیں۔ اور اُن کے سینوں اور دلوں میں وہ چراغ لمعہ افگن تھے جنھیں میں نے اپنی روشنی سے جلایا تھا۔ یہ خدا کا مرتب کیا ہوا لشکر حق پرستی کی دھن میں جو نکلا تو چند ہی روز میں ساری دنیا ظلمت کے نشیب و فراز سے پاک ہو گئی اور جہاں اور جس سرزمین میں دیکھیے میری ہی روشنی پھیلی ہوئی تھی

آج تم چاہے اپنی آنکھوں سے میری شعاعوں کو نہ دیکھتے ہو مگر انہیں شمعوں اور چراغوں کی روشنی میں چلتے پھرتے ہو جو میرے نور سے روشن ہوئے ہیں۔ کوئی حصہ خدا پرستی کی مسجدوں سے خالی ہے؟ اُن مسجدوں کے طاقوں میں جتنے چراغ جل رہے ہیں ان سب میں میری ہی روشنی ہے۔ میں نے اپنی پیدا کی ہوئی تہذیب سے تمہارے تمدن اور تمہاری دنیوی معاشرت کے لئے اگر آبادیوں کی رونق بڑھائی اور تمہاری گذرگاہوں میں اُجالا پھیلایا تو میں نے تمہارے لئے وہ سڑک بھی روشن کر دی جس پر سے ہو کے تمہیں سب سے بڑا سفر کرنا پڑتا ہے۔ اور جو شخص اس عالم سے اُس دوسرے عالم نور میں پہنچاتی ہے۔ یہ سڑک تیرہ و تاریک اور نہایت خطرناک حالت میں پڑی تھی۔ میں نے اُس میں اپنی لالٹینیں روشن کیں اور تمہیں دکھا دیا کہ کیونکر تم نجات کے راستے پر چل سکتے ہو۔ اور دور کیوں جاؤ اگر تمہیں توحید کا چسکہ ہے اور نور ایمان رکھتے ہو تو خود اپنے سینوں میں میرا چراغ روشن پاؤ گے۔

شمع حرم کی زبان سے یہ واقعات سُننے کے بعد اب سوا اس کے اور کچھ نہیں باقی رہ گیا ہے کہ ہم اس کے لئے روز افزوں ترقی کے ساتھ ہمیشہ روشن رہنے کی دعا کر کے اپنے ناظرین سے رخصت ہوں۔ (از دلگداز)

اطلاع

خریداران الحکم کو اس سے پیشتر میں توجہ دلا چکا ہوں۔ کہ وہ خط و کتابت میں نمبر خریداری جو اُن کی چٹ پر دستی۔ یا مطبوعہ ہوتا ہے درج کیا کریں۔ تاکہ تلاش نمبر میں بہت سا وقت ضائع نہ ہو۔ اور ان کے ارشاد کی تعمیل میں بھی توقف نہ واقع ہو۔ لیکن کچھ عرصہ کے بعد پھر اس حالت پر ہو جاتے ہیں۔ یعنے نمبر خریداری کا درج کرنا ترک کر دیا جاتا ہے۔ جس سے علاوہ وقت کے ضائع ہونے کے احباب کے جواب میں روک پیدا ہو کر ان کے لئے شکایت کا موقع مل جاتا ہے۔ اس وجہ سے ضروری ہے کہ ہمارے خوش معاملہ خریدار خط و کتابت کرتے وقت نمبر کا اندراج کرنے سے دریغ نہ کریں۔ بعض حضرات ایسے ہیں جو بجائے نمبر خریداری کے درج کرنے کے رجسٹرڈ ایل ۷۷ درج کرتے ہیں۔ وہ خوب **یاد رکھیں** کہ یہ نمبر ڈاک خانہ کا ہے۔ اس ڈاک خانہ کے نمبر کے مقابل پر جو نمبر درج ہوتا ہے وہ ان کی خریداری کا ہے۔

(۲) جن خریداروں کے ذمہ سال رواں کا بقایا چندہ واجب الوصول ہے۔ وہ اپنا زر نقد یا ارسال کر کے ممنون فرماویں۔ یا وہ اطلاع دیں کہ **کونسا پرچہ اُن کے نام وی پی کیا جاوے اگر وہ اطلاع نہ دینگے۔ تو وہ ہر وقت مطبع کا وی پی لینے کے لئے طیار رہیں۔**

منیجر الحکم

استفسار اور اُن کے جواب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ جوابات حسب ذیل عرض ہیں وباللہ التوفیق وہو نعم المولیٰ ونعم الرفیق۔

سوال اول۔ روٹی پر یا کھانے پر ختم دینا درست ہے یا نہیں۔

جواب۔ یہ طریق جو آجکل پنجاب میں رواج ہے کہ میت کے درود یا ارواح بھیجنے کے لئے کچھ کھانا اور چند روٹیاں پکائی جاتی ہیں پھر اُن کو سامنے رکھکر ایک آدمی کچھ اس پر پڑھتا ہے پھر ارواح بھیجتا ہے اس کی اصلیت قرآن مجید حدیث شریف و آثار صحابہ میں کہیں پائی نہیں گئی۔ کھانا صدقہ کے طور پر دینا میت کی طرف سے یا میت کے لئے دعائے مغفرت کرنا جائز ہے مگر اس میں بھی شرط ہے کہ ریا و فخر و سمعہ و رسم کی پابندی نہ ہو کہ اس سے وہ گناہ یا شرک کی حد کو پہنچ جاتا ہے۔

سوال دوم۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مستورات کس طرح سے بیعت کرتی تھیں۔

جواب۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شرائط بیعت زبان مبارک سے فرماتے جاتے وہ بھی منظور کرتی جاتیں۔ صرف زبان سے بیعت ہوتی تھی ہاتھ پر ہاتھ مردوں کی طرح نہیں رکھا جاتا تھا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود ومہدی مسعود علیہ السلام بھی اس طرح صرف زبانی بیعت لیتے ہیں۔

سوال سوم۔ کیا وہ مستورات حضرت نبی کریم صلعم سے پردہ کرتی تھیں یا کیا رسولوں سے پردہ کرنا واجب ہے کیا عام مستورات رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بھی کرتی تھیں مثلاً ہاتھ پاؤں دبانا وغیرہ۔

جواب وباللہ التوفیق۔ ہر ایک قانون کے لئے کوئی وجہ اور منشا ہوتا ہے پردہ کے لئے اللہ تعالیٰ نے دو وجوہ و منشا بیان فرمائے ہیں۔ اول زنا سے بچنا۔ دوسرا تہمت زنا سے بچنا۔ چنانچہ سورہ نور میں جہاں احکام پردہ (حجاب) کے بیان فرمائے ہیں وہاں پہلے زنا پھر تہمت زنا کو ذکر فرما کر پھر ان فعلوں سے بچنے کی تدبیر بیان فرمائی جو یہی پردہ ہے اور یہاں تک اس پر زور دیا کہ عورت بیگانہ ناقابل اعتبار سے بھی حجاب کا حکم دیدیا تاکہ اس کی گپ سپ کے پاس آمد و رفت کرنے سے کوئی فساد پیدا نہ ہو جاوے۔

چونکہ ہر ایک قانون میں مستثنیات بھی ہوتے ہیں یعنی کچھ ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جن سے وہ احتمال اور خوف نقصان نہیں ہوتا جس کے لئے وہ قانون بنایا گیا ہے لہذا وہ اس قانون سے مستثنیٰ کئے جاتے ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کو جن سے احتمال اور خوف زنا یا تہمت زنا نہ تھا اس کو مستثنیٰ فرما دیا اور وہ دو قسم کے لوگ ہیں ایک قریبی رشتہ دار جیسے الا لبعولتھن او اٰبائھن او اٰباء بعولتھن او ابنائھن او ابناء بعولتھن او اخوانھن او بنی اخوانھن او بنی اخواتھن او نسائھن او ما ملکت ایمانھن او التابعین غیر اولی الاربۃ من الرجال او الطفل الذین لم یظھروا علی عورات النساء۔

یعنے خاوند۔ باپ۔ خسر۔ بھائی۔ بھتیجا وغیرہ اور دوسرے غیر رشتہ دار جیسے فرمایا او الطفل الذین لم یظھروا علی عورات النساء یعنے ایسے چھوٹے بچے جو جماع پر قادر نہیں اور غیر اولی الاربۃ من الرجال آخیر پر فرمایا کہ تمام ایسے مرد بھی مستثنیٰ ہیں جو شہوانی نہیں جیسے انبیاء اور صدیقین اور صالحین اور بعض قسم کے مریض فرتوت اور شیخ فانی اور جو کوئی غیر اولی الاربۃ کے نیچے آ جاوے یعنے کہ شہوت جماع ہی نہیں رکھتے یا مغلوب الشہوت نہیں۔

پس انبیاء بھی اس واسطے اس حکم سے مستثنیٰ ہیں کہ وہ بھی محل احتمال نقصان نہیں چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد عید عورتوں کے مجمع میں تشریف لے جاتے اور ان کو صدقہ کا وعظ فرماتے اور حضرت بلال بھی ساتھ ہوتے بلکہ بعض عورتیں نبی علیہ السلام کی جوئیں دیکھنے کے لئے سر مبارک کو دیکھتی تھیں دیکھو مسند امام احمد جلد ۶ صفحہ ۳۶۳ عن کلثوم قالت کانت زینب تفلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعندہ امرأۃ عثمان بن مظعون ونساء من المہاجرات یشکون منازلھن وانھن یخرجن منہ ویضیق علیھن فیہ فتکلمت زینب وترکت رأس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انک لست تکلمین بعینیک تکلمی واعملی عملک یعنے ایک دفعہ زینب حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جوئیں دیکھ رہی تھیں اور کچھ مہاجرات عورتیں بھی اپنے اپنے مکانات کی شکایت کر رہی تھیں جب زینب نے اُن سے بات کی تو سر مبارک کو چھوڑ دیا بسبب باتوں کیطرف مشغول ہونے کے۔ اسپر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو آنکھوں سے باتیں کر رہی ہے یعنے آنکھوں سے جوئیں دیکھتی رہ اور زبان سے بات کرتی رہ کیا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جیسے طاہر اطہر طیب اطیب انسان کو جوئیں پڑتی تھیں ہرگز نہیں حاشا وکلا۔ بلکہ صرف محبت اور خدمت کے لئے اور تبرک کا ہاتھ لگانے اور مس کرنے کا بہانہ ڈھونڈنے کے لئے جوئیں دیکھتی تھیں اور حضرت نبی کریم رؤف رحیم صاحب خلق عظیم بھی صرف اس غرض سے کہ ان کو خدمت کا اجر اللہ تعالیٰ سے ملے سر مبارک آگے رکھدیتے تھے۔ بلکہ اس سے بھی بڑھکر عورات صحابہ جنگلوں میں ساتھ جاتیں اور فوج کو پانی پلاتیں اور جو لوگ بیمار اور زخمی ہوتے اُن کی مرہم پٹی کرتی تھیں اور زخمیوں اور مقتولوں کو مدینہ میں پہنچاتی تھیں دیکھو مسند احمد حنبل صفحہ ۳۵۸ جلد ۶۔ عن الربیع بنت معوذ بن عفراء قالت کنا نغزو مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فنسقی القوم ونخدمھم ونرد الجرحی والقتلی الی المدینۃ بلکہ غزوہ خیبر میں جب عورتیں جنگ کے لئے ساتھ نکلیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دریافت پر عرض کیا کہ ہم تیر دیا کرینگی فوج کو ستو پلائینگی اور زخمیوں کا علاج کیا کرینگی اسپر حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف اجازت ہی نہیں فرمائی بلکہ غنیمت خیبر سے انکا حصہ بھی مردوں کی طرح نکالا حدثنی حشرج ابن زیاد الاشجعی عن جدتہ ام ابیہ انھا قالت خرجت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی غزاۃ خیبر وانا سادس ست نسوۃ فبلغ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان معہ نساء فارسل الینا فقال بامر من خرجتن وبامر من خرجتن فقلنا خرجنا نناول السہام ونسقی الناس السویق ومعنا ما نداوی بہ الجرحی فقال قمن فانصرفن فلما فتح اللہ علیہ خیبر اخرج لنا سہاما کسہام الرجال مسند امام احمد جلد ۵ صفحہ ۲۷۱۔

اصل بات یہ ہے کہ پنجاب کا حجاب شرعی حجاب نہیں ورنہ یہ اعتراض بھی آپ کے دل میں پیدا نہ ہوتا دوسرا پنجاب میں سورہ نور کی ایک آیت ہی قابل عمل نہیں بھی کبھی ورنہ آپ کو یہ ابتلا نہ ہوتا۔ نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا قل للمؤمنات یغضضن من ابصارھن۔ یعنے مومن عورتوں کو کہہ کہ آنکھیں نیچے رکھیں اب اگر سارا منہ پنجابیوں کی طرح برقعہ میں بند ہو تو آنکھوں کو نیچے رکھنے کا حکم ہی فضول ہو جاتا ہے اور اسکے بالمقابل مردوں کو حکم ہے یغضوا من ابصارھم تم بھی اپنی آنکھیں نیچے رکھو اگر عورتوں کا منہ برقعہ سے بند ہے جیسے آجکل رواج ہے تو مردوں کو نیچے آنکھیں رکھنے کا کیا فائدہ ہے بلکہ یہ حکم تو اس حالت میں مفید ہو سکتا ہے کہ جو پنجاب کے دیکھنے سے عورتوں کا منہ نظر آوے پھر مومن مردوں اور عورتوں دونوں کے حکم غض بصر کے بعد وجہ اسکی بیان فرمائی کہ یحفظوا فروجھم ویحفظن فروجھن سورہ نور رکوع ۴ غرض غض بصر سے حفاظت فرج ہے جہاں حفاظت فرج اکمل طور پر حاصل ہو وہاں یہ ضرورت ہی نہیں رہتی چنانچہ باپ بیٹا وغیرہ انبیاء و صادقین و بیمار وغیرہ کے موقعہ پر جنگی حوالجات اوپر لکھے گئے یہ پنجابی پردہ دیہات میں جا کر دیکھو اور ہی رنگ رکھتا ہے نہ یہ برقعہ ہے اور نہ یہ تپیہ غرض یہ پنجابی پابندگا رسمی پردہ شرعی پردہ ہی نہیں۔ دوسرا جہاں احتمال زنا و تہمت زنا نہ ہو وہاں ضرورت بھی نہیں۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ ولا نعبد الا ایاہ۔

(افضل دین حکیم از قادیان)

وصیت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

بخدمت جناب سکرٹری صاحب صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

میں اشتہار الوصیۃ مشتہرہ ۲۴ دسمبر ۱۹۰۵ء اپنے امام و مرشد و ہادی حضرت مسیح موعود جناب مرزا صاحب غلام احمد سلمہ کی ہدایت کی موافق اقرار کرتا ہوں کہ مجھے ان تمام قواعد سے جو حضرت اقدس نے اور انکی مقرر کردہ صدر انجمن احمدیہ نے شایع کئے ہیں پورا اتفاق ہے۔ اور نیز عمل کرنے کے لئے ہمہ تن طیار ہوں اور آیندہ بھی جو وقتاً فوقتاً انجمن مذکور ان قواعد میں اصلاح و ترمیم وغیرہ کرے گی مجھے قبول و منظور ہے۔

(۲) میں نے حسب ہدایت اشتہار الوصیۃ مقبرہ بہشتی کے مصارف کے لئے ۱۰ روپیہ چندہ امین انجمن حکیم مولوی نورالدین صاحب کے نام روانہ کر دیا ہے۔

(۳) جو کچھ اس وقت میرے پاس موجود تھا اُس کا دسواں حصہ بھی یعنی ۱۸ اٹھارہ روپے امین انجمن حکیم مولوی نورالدین صاحب کے نام روانہ بذریعہ منی آرڈر کر دیا ہے۔

(۴) آیندہ کے لئے یہ اقرار کرتا ہوں کہ ہر سال جو کچھ خدا سے موجودہ جائداد روپیہ کے کوئی اور زائد رقم پیدا کروں تو اُس کا دسواں حصہ بھی ہر سال شروع دیمبر میں ادا کرتا رہوں گا۔

(۵) انشاءاللہ تعالیٰ کوشش کروں گا کہ اپنے مصارف کے لئے جو میری میت کو قادیان پہنچانے وغیرہ کے لئے خرچ ہوگا اپنی زندگی میں ہی وقتاً فوقتاً انجمن کو سپرد کر دوں گا لیکن بتقضائے الٰہی اگر مجھے ایسا موقع نہ ملا تو انجمن کو اختیار ہوگا کہ میرے ترکہ سے جس طرح چاہے وصول کرلے اور یہ انجمن کا فرض ہوگا۔ اسٹامپ سرٹیفکیٹ مطلوب ہے۔

المرقوم خاکسار محمد یوسف احمدی کیاب فروش لاہور بیرون دروازہ دہلی متصل اسٹیشن محمد غوث ۱۴ مارچ ۱۹۰۶ء

گواہ شد

سید فضل شاہ

گواہ شد

عبد الحق کاتب بقلم خود

وصیت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مَیں مسمی عبد الغفار ولد دینددار قوم افغان ساکن قریہ صاحبزادگان علاقہ خوست ملک افغانستان حال مہاجر در قادیان۔ بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ برضا و رغبت خود امروزہ بتاریخ ۱۷ ماہ مارچ سنہ ۱۹۰۶ء حسب ذیل وصیت می کنم و نوشتہ کنم کہ بعد از وفات من ہمین وصیت عمل کردہ شود۔

(۲) اقرار میکنم کہ بر ہمہ دعاوی حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود رئیس قادیان از صدق دل ایمان دارم و از مریدان و پیروان حضرت مرزا صاحب ہستم۔

(۳) اقرار میکنم کہ رسالہ الوصیۃ مصنفہ حضرت مسیح موعود کہ بتاریخ ۲۴ دسمبر ۱۹۰۵ء شایع شدہ بود بہ تمام و کمال شنیدہ ام و پابند ہدایات مندرجہ رسالہ مذکور ہستم و نیز پابند ہدایات کہ بعد از رسالہ مذکور از جانب حضرت امام یا صدر انجمن احمدیہ جاری شوند ہستم۔

(۴) دریں وقت در ملک خود قدرے اسباب دارم مثلاً گاؤ وغیرہ لیکن آن قابل ذکر نیست چراکہ او علاقہ افغانستان ہست و در انجا قبضہ کردن ہر چیز۔ یا آوردن چیزے دریں ملک ممکن نیست دیگر خود در قریہ صاحبزادگان ہم از وطن خود مہاجر بودم کہ برائے حصول صحبت حضرت مولوی عبد اللطیف مرحوم باشند ترک وطن کردہ بودم حالا آن وطن ہم ترک شد و در قادیان آمدم۔ حالا در قادیان سکونت اختیار کردہ ام و نزد من ہیچ جائداد نیست الا وصیت میکنم کہ اگر بعد ازیں قبل از مرگ چیزے نزد من جمع شود از ہر قبیل اسباب باشد یا مکان یا نقد سوم حصہ آن ملک انجمن صدر احمدیہ باشد و باقی دو حصہ برائے اولاد و ورثار باشد۔

العبد

عبد الغفار بقلم خود

گواہ شد

صاحب نور ولد الصمد نور مرحوم کابلی

گواہ شد

احمد نور ولد اللہ نور ساکن قادیان قوم سید افغان

گواہ شد

عبد الرحیم قائمقام ہیڈ کلرک دفتر میگزین قادیان دار الامان

گواہ شد

عبد الرحیم ولد چندا سنگھ از قادیان ضلع گورداسپور

وصیت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

(۱) مَیں مسمی سکندر علی مہاجر ولد چودہری ولی داد نمبردار مرحوم قوم جٹ ساکن موضع لکھن کلاں منفصل کلانور تحصیل و ضلع گورداسپور حال وارد موضع بھینی بانگر منفصل قادیان دار الامان تحصیل و ضلع گورداسپور۔ بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ۔ اپنی خوشی اور رضامندی سے آج مورخہ ۲۷ محرم ۱۳۲۴ ہجری مطابق ۲۳ مارچ ۱۹۰۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں اور لکھ دیتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد اس وصیت پر عمل ہو۔

(۲) مَیں اقرار کرتا ہوں کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب سلمہ مسیح موعود رئیس قادیان ضلع گورداسپور کے کل دعاوی پر صدق دل سے ایمان رکھتا ہوں اور انکا مرید اور پیرو ہوں۔

(۳) مَیں اقرار کرتا ہوں کہ مَیں نے رسالہ الوصیت جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے بتاریخ ۲۴ دسمبر ۱۹۰۵ء کو شایع ہوا ہے تمام و کمال پڑھ لیا ہے۔ مَیں ان ہدایت کا جو اس

بشرح ہیں پابند ہوں اور ایسا ہی میں ان تمام ہدایات اور ضوابط اور قواعد کا بھی پابند رہوں گا جو رسالہ الوصیت کے بعد حضرت مسیح موعود کی طرف سے یا اُن کی مقرر کردہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے بہشتی مقبرہ واقع قادیان کے متعلق یا دیگر اغراض انجمن مذکور کے متعلق شایع ہوئے یا آئندہ شایع ہونگے میں ان تمام کا اور ایسا ہی میرے ورثاء میرے بعد ان تمام ہدایات و ضوابط و قواعد و شرایط متشرہ انجمن مذکورہ کے معاملہ وصیت ہذا میں پابند رہیں گے۔

(۴) میری جایداد جو اس وقت حسب ذیل ہے۔ اراضی موازی چہ کنال۔ اور ایک مکان سکونتی یعنے دو کوٹھریاں اور آگے دالان و صحن ہے جو واقع موضع لکھن کلاں مذکور میں ہے اور جس پر میرا مالکانہ قبضہ اس وقت ہے اور اس جائیداد میں میرا کوئی شریک نہیں میں آج کی تاریخ سے اس جایداد کے ۱/۱۰ حصے کے متعلق یہ وصیت کرتا ہوں کہ اراضی مذکور کی پیداوار کا ۱/۱۰ حصہ فصل بہ فصل صدر انجمن احمدیہ قادیان کے سپرد کر دیا کروں گا۔ اور اس وقت بندہ کی تنخواہ مبلغ لعہ روپیہ ماہوار ہے اس میں سے مبلغ ایک روپیہ ماہوار کے حساب سے مد چندہ لنگر خانہ و مدرسہ کے انشاء اللہ تعالیٰ دیتا رہوں گا۔ اور میرے مرنے کے بعد اس جائیداد کو میری بقیہ جایداد سے الگ کرے یا اُس میں شامل رہنے دے وہ اس کو فروخت کرکے اُس کی قیمت وصول کرے یا فروخت نہ کرے تو اس جایداد وصیت کردہ سے مفاد اُٹھا کر اغراض انجمن کو پورا کرے (غرضکہ انجمن مذکور ہر طرح سے اس وصیت کردہ جائیداد کی مالک متصور ہو) میرے کسی وارث کو خواہ وہ احمدی ہو یا غیر احمدی ہو میری اس وصیت کردہ جایداد سے کوئی تعلق نہیں اگر میری جایداد وصیت کردہ کی قیمت آئندہ بڑھ جاوے تو اُس کی مالک بھی انجمن مذکور رہے۔

جو کچھ جائداد ہو۔ اس کا بھی ۱/۱۰ حصہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کے سپرد ہوگا اور مجلس مذکور کو اختیار ہوگا کہ میرے مرنے کے بعد

(۵) میں اقرار کرتا ہوں کہ اگر آج کی تاریخ کے بعد میں اور کوئی جایداد (مذکورہ بالا جایداد کے علاوہ) پیدا کروں یا میرے مرنے کے بعد کوئی اور جایداد (ماسوا جایداد مذکورہ) میری متروکہ ثابت ہو تو ایسی جایداد فاعلہ کی نسبت فوقتاً فوقتاً انجمن مذکور کو اطلاع دیتا رہوں گا

(۶) میں یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد میرا جنازہ احمدی جماعت پڑھے اور اگر میں قادیان میں فوت نہ ہوں تو احمدی جماعت میری نعش ایک صندوق میں بند کرکے حسب ہدایت انجمن مذکور جو اب شایع ہو چکے ہیں یا آئندہ شایع ہونگے دار الامان قادیان میں پہنچاوے اور وہاں مجلس کارپرداز مصالح قبرستان کے سپرد کی جاوے۔

(۷) میری یہ بھی وصیت ہے کہ میری تجہیز و تکفین اور میری نعش قادیان شریف پہنچانے اور وہاں دفن کرنے کے متعلق جس قدر خرچ اخراجات ہوں ان اخراجات کی متکفل میری جایداد وصیت کردہ جس کا ذکر میں نے فقرہ چہارم و پنجم میں کیا ہے ہرگز نہیں ان اخراجات کا حسب مشورہ مجلس کارپرداز مصالح قبرستان اندازہ کرکے میں رقم اخراجات کو مجلس مذکور کے حوالہ کر دوں گا جس کا اعلان مجلس مذکور کی طرف سے میں کرا دوں گا۔ اور اگر ان اخراجات کے لئے میں کوئی اور رقم اپنی زندگی میں الگ نہ کر سکا اور ایسا ہی اگر وہ رقم ادا کردہ اصلی اخراجات سے کم ہوئی تو میری دیگر متروکہ جائیداد جس میں یہ وصیت کردہ جایداد شامل نہ ہوگی ان اخراجات کی متکفل ہوگی اور میرے ورثاء ان اخراجات کے ادا کرنے کے ذمہ وار ہونگے جو میری روح کی نجات کا باعث ہونگے اور میرے پس ماندگان ان اخراجات کو اہم اور جائز اور ضرورت شرعی سمجھینگے۔

(۸) یہ بھی اقرار کرتا ہوں کہ میں نے یہ وصیت صرف ابتغاءً لوجہ اللہ کی ہے اور اگر حالات آئندہ کے ماتحت جن کا مجھے اس وقت علم نہیں میری نعش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہو سکے تو اس صورت میں بھی میری یہ وصیت جو میں نے اپنی جایداد کے متعلق کی ہے اور جس کا ذکر فقرہ نمبر ۴ و ۵ میں کیا گیا ہے۔ درست اور قایم رہے گی۔ لیکن یہ ضروری ہوگا کہ میری نعش کو مقبرہ بہشتی میں پہنچانے کی کوشش کیجاوے اور جب تک مجلس کارپرداز مصالح قبرستان اجازت نہ دے میری نعش اور کہیں دفن نہ کی جاوے البتہ امانت کے طور پر کسی جگہ دفن کیجا سکتی ہے۔

(۹) یہ کہ اگر حسب فقرہ نمبر (۸) میری نعش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہو سکے تو جو اخراجات متعلق انتقال نعش میں جمع کرا چکا ہونگا یا میری جایداد متروکہ سے وصول ہونے تھے اس کو بھی وصول کرنے اور خرچ کرنے کا اختیار میرے ورثاء کو نہ ہوگا بلکہ مجلس کو ہوگا۔

العبد

کمترین سکندر علی مہاجر مدرس مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان بقلم خود

گواہ شد

باجا نمبردار ولد امیر بخش سکنہ بھینی بانگر۔ نشان انگوٹھا بایاں

گواہ شد

مسماۃ گجری زوجہ سکندر علی نشان انگوٹھا بایاں

گواہ شد

عبد الرحیم سیکنڈ کلرک ریویو آف ریلیجنز قادیان دار الامان ضلع گورداسپور ۲۴ مارچ سنہ ۱۹۰۶ء

گواہ شد

محمد حسن دفتری میگزین ضلع گورداسپور قادیان دار الامان بقلم خود ۲۴ مارچ سنہ ۱۹۰۶ء

وصیّت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

منکہ حاجی ولد بوٹا قوم جٹ زمیندار ساکن کوٹلی ہرنرائن تحصیل و ضلع سیالکوٹ کا ہوں۔

(۱) بقائمی حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے آج بتاریخ ۸۔ اپریل سنہ ۱۹۰۶ء حسب ذیل وصیت لکھدیتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد اس وصیت پر عمل ہو۔

(۲) میں اقرار کرتا ہوں کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب سلمہٗ رئیس قادیان ضلع گورداسپور کے کل دعاوی پر صدق دل سے ایمان رکھتا

ہوں۔ اور اُن کا مرید اور پیرو ہوں۔

(۳) مَیں اقرار کرتا ہوں کہ مَیں نے رسالہ الوصیت جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے بتاریخ ۲۴ دسمبر ۱۹۰۵ء شائع ہوا ہے تمام و کمال پڑھ لیا ہے مَیں ان ہدایات کا جو اس میں درج ہیں پابند ہوں اور ایسا ہی مَیں ان تمام ہدایات اور ضوابط اور قواعد کا بھی پابند رہوں گا جو رسالہ الوصیت کے بعد حضرت مسیح موعود کی طرف سے یا اُن کی مقرر کردہ انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے بہشتی مقبرہ واقعہ قادیان کے متعلق یا دیگر اغراض انجمن مذکور کے متعلق شایع ہوئے یا آئندہ شایع ہوں گے مَیں ان تمام کا اور ایسا ہی میرے ورثا میرے بعد ان تمام ہدایات و ضوابط اور قواعد و شرایط مشتہرہ انجمن مذکور کے معاملہ وصیت ہذا میں پابند رہیں گے۔

(۴) میری جائیداد جو اس وقت حسب ذیل ہے نقد للعہ روپیہ ہے اور ان میں میرا کوئی شریک نہیں۔ مَیں آج کی تاریخ سے اس جائیداد کے دسویں حصہ کے متعلق یہ وصیت کرتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد دسواں حصہ جائیداد صدر انجمن احمدیہ قادیان کے سپرد کیا جاوے انجمن مذکور کا اختیار ہے کہ میرے بعد مرنے کے میری بقیہ جائیداد سے اس کو الگ کر لے یا اگر نہ کرے تو اس سے مفاد اُٹھا کر اغراض انجمن کو پورا کرے غرضیکہ انجمن مذکور کا سب طرح سے اختیار ہے چاہے تو وہ دسواں حصہ الگ کرے چاہے تو شامل رکھ کر مفاد اُٹھایا کرے انجمن میرے دسویں حصہ کی مالک ہے میرے کسی وارث کو خواہ احمدی یا غیر احمدی ہو میری جائیداد کے دسویں حصہ کے متعلق کوئی تعلق نہیں اگر میری جائیداد آئندہ بڑھ جاوے تو اُس کی مالک بھی انجمن مذکور ہے۔

(۵) مَیں یہ بھی اقرار کرتا ہوں کہ اگر آج کی تاریخ کے بعد مَیں اور کوئی جائیداد علاوہ اسکے پیدا کروں یا میرے بعد مرنے کے میری اور کوئی جائیداد متروکہ ثابت ہو تو اس جائیداد کے متعلق بھی میری یہی وصیت ہے جس کا ذکر بیچ فقرہ ماسبق نمبر ۴ وصیت میں لکھا ہے مَیں ایسی جائیداد کی وقتاً فوقتاً انجمن مذکور کو اطلاع دیتا رہوں گا۔

(۶) مَیں یہ بھی اقرار کرتا ہوں کہ آج کی تاریخ کے بعد مَیں اپنی تمام آمدنی کا دسواں حصہ علاوہ اس چندہ کے جو لنگر خانہ امام زمان کے بھیجتا ہوں انجمن احمدیہ کے پاس بھیجتا رہوں گا۔

(۷) مَیں یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد میرا جنازہ احمدی ہی جماعت پڑھے اگر مَیں قادیان بہشتی مقبرہ میں دفن ہوں یا کسی اور جگہ دفن ہوں ہر چند میری یہ وصیت قایم رہے گی۔

العبد

حاجی ولد بوٹا قوم جٹ احمدی عمر للعہ برس ساکن کوٹلی ہرنرائن تحصیل سیالکوٹ

ضمن ۵ کی مکرر اقرار ہے کہ میری اراضی تعدادی للعہ کنال واقعہ موضع مذکور ملکیت میری بلا شراکت غیرے ہے جو اسوقت عوض للعہ روپیہ رہن ہے بوقت انفکاک کے اُس کا بھی ۱/۱۰ دسواں حصہ شامل وصیت ہذا ہو گا اور میرے مرنے کے بعد صدر انجمن احمدیہ قادیان دسواں حصہ اراضی مذکور کی مالک تصور ہو گی تحریر سنہ الیہ

العبد

حاجی ولد بوٹا قوم راجپوت احمدی سکنہ کوٹلی ہرنرائن

گواہ شد

اسماعیل احمدی ساکن بہڈالی تحصیل سیالکوٹ

گواہ شد

غلام حسین ولد غلام محمد تحصیل و ضلع سیالکوٹ سکنہ کوٹلی ہرنرائن

گواہ شد

فوجدار نمبردار احمدی سکنہ کوٹلی ہرنرائن بقلم خود

وصیت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

منکہ مسمی فضل محمد احمدی ولد مہندی قوم کمہار سکنہ موضع ہرسیاں تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور۔

(۱) بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے آج مورخہ ۲۱ مئی سنہ ۱۹۰۶ء کو حسب ذیل وصیت کرتا ہوں اور لکھ دیتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد اس وصیت پر عمل ہو۔

(۲) مَیں اقرار کرتا ہوں کہ مَیں حضرت مرزا غلام احمد صاحب سلمہ مسیح موعود رئیس قادیان ضلع گورداسپور کے دعاوی پر صدق دل سے ایمان رکھتا ہوں اور اُن کا مرید اور پیرو ہوں۔

(۳) مَیں اقرار کرتا ہوں کہ مَیں نے رسالہ الوصیت جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے بتاریخ ۲۴ ماہ دسمبر سنہ ۱۹۰۵ء کو شائع ہوا ہے تمام و کمال پڑھ لیا ہے مَیں اون ہدایات کا جو اُس میں درج ہیں پابند ہوں اور ایسا ہی مَیں ان تمام ہدایات اور ضوابط اور قواعد کا بھی پابند رہوں گا۔ جو رسالہ الوصیت کے بعد حضرت مسیح موعود کی طرف سے یا اُن کی مقرر کردہ انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے مقبرہ بہشتی واقعہ قادیان کے متعلق یا دیگر اغراض انجمن مذکور کے متعلق شایع ہوئے یا آئندہ شایع ہوں گے مَیں اُن تمام کا اور ایسا ہی میرے ورثا میرے بعد ان تمام ہدایات و ضوابط و قواعد مشتہرہ انجمن مذکور کے معاملہ وصیت ہذا میں پابند رہیں گے۔

(۴) مَیں اس وقت دوکان پنساری اور بزازی وغیرہ کی کرتا ہوں۔ اور جو مال اس وقت اُس میں (یعنے دوکان میں) موجود ہے اُس کی قیمت قریباً مبلغ تین سو روپیہ ہے۔ اور اس مال میں میرا کوئی شریک نہیں ہے۔ مَیں آج کی تاریخ سے اُس مال کی نسبت جس کی قیمت مبلغ تین سو روپیہ ہے مَیں اُس کے دسویں حصہ (یعنے ۱/۱۰) کے متعلق یہ وصیت کرتا ہوں۔ کہ میرے مرنے کے بعد صدر انجمن احمدیہ قادیان یا اُس انجمن کے کسی مقرر کردہ ماتحت مجلس قادیان کے سپرد کیا جاوے۔ انجمن ہذا کو اختیار ہو گا کہ میرے مرنے کے بعد اُس جائیداد سے جو اوپر تحریر شدہ ہے اپنے ۱/۱۰ حصے کو الگ کر کے فروخت یا اُس کی قیمت وصول کرے۔ غرضیکہ انجمن مذکور ہر طرح سے اس وصیت کردہ جائیداد کی مالک ہو گی۔ میرے کسی وارث کو خواہ وہ احمدی ہو خواہ غیر احمدی میری اس وصیت کردہ جائیداد سے کوئی تعلق نہیں ہو گا۔ اگر میری وصیت کردہ جائیداد آئندہ بڑھ جاوے تو اُس کی مالک بھی انجمن ہو گی۔

(۵) میں اقرار کرتا ہوں کہ اگر آج کی تاریخ کے بعد میں کوئی اور جائیداد مذکورہ بالا جائیداد کے علاوہ پیدا کروں تو اس کی نسبت بھی میری یہی وصیت ہے۔ جس کا مفصل ذکر میں نے فقرہ ۴ تک وصیت نامہ میں کیا ہے۔ اور میں ترقی جائیداد کی نسبت انشاء اللہ تعالیٰ وقتاً فوقتاً انجمن مذکور کو اطلاع دیتا رہوں گا۔

(۶) میں یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد میرا جنازہ احمدی جماعت پڑھے اور جہاں تک ہو سکے میری نعش کو دارالامان قادیان شریف میں پہنچانے اور مقبرہ بہشتی میں دفن کرنے کی کوشش کی جاوے اور مجلس کارپرداز مصالح قبرستان کی خدمت میں بڑے ادب سے گذارش کرتا ہوں کہ جہاں تک ہو سکے بڑی مہربانی سے رحم فرما کر میری نعش کو مقبرہ بہشتی میں ہی دفن کیا جاوے۔ یہ بھی اقرار کرتا ہوں۔ کہ میں نے یہ وصیت صرف ابتغاءً بوجہ اللہ کی ہے مورخہ ۲۶ مئی ۱۹۰۶ء ص لہذا یہ وصیت تحریر کر دیتا ہوں کہ سند ہووے۔

العبد
فضل محمد احمدی سکنہ موضع ہرسیاں وصیت کنندہ بقلم خود

گواہ شد
نور محمد ولد کریم بخش قوم ارائیں ساکن موضع ہرسیاں بقلم خود

گواہ شد
جمال الدین ولد محمد صدیق سکن سیکواں احمدی بقلم خود

گواہ شد
امام الدین احمدی ولد محمد صدیق قوم رائیں ساکن سیکواں بقلم خود

وصیت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

منکہ مسماۃ جیواں بی بی زوجہ میاں نور قوم سیدزادی ساکن علاقہ کابل مقیم قادیان۔

میں صحیح ہوش و حواس کے ساتھ اقرار کرتی ہوں کہ میرا مال جو منقولہ اور غیر منقولہ ہے۔ میری وفات کے بعد اس کا دسواں حصہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کو واسطے اشاعت اسلام کے دیا جاوے۔ اس میں کسی وارث کا کوئی دخل نہ ہوگا یہ دسواں حصہ انجمن کا مال ہوگا۔ یہ چند حروف بطور وصیت نامہ اس واسطے لکھتی ہوں کہ سند رہے اور وقت پر کام آویں المرقوم ۵ جولائی ۱۹۰۶ء

گواہ شد
عبد الرحیم بقلم خود

گواہ شد
حکیم محمد زمان بقلم خود

گواہ شد
ناصر نواب بقلم خود

گواہ شد
احمد نور بقلم خود

گواہ شد
عبد الرحیم سکول ماسٹر بقلم خود

وصیت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

منکہ مسماۃ نعمت بی بی زوجہ صاحب نور قوم سید افغان ساکن علاقہ کابل الحال مقیم قادیان بنت سید احمد۔ ہوش حواس صحیح بطور وصیت کے یہ لکھتی ہوں کہ میرے مال اور جائداد منقولہ اور غیر منقولہ کا دسواں حصہ میری وفات کے بعد صدر انجمن احمدیہ قادیان کو برائے اغراض اشاعت اسلام دیا جاوے اس دسویں حصہ میں میرے ورثا کا کوئی حق نہ ہوگا کہ وہ دست اندازی کریں۔ یہ چند حروف بطور وصیت نامہ لکھ دیتی ہوں۔ کہ سند رہیں اور وقت پر کام آویں۔ المرقوم ۵ جولائی ۱۹۰۶ء

العبد
مسماۃ نعمت بی بی نشان انگوٹھا

گواہ شد
ناصر نواب بقلم خود

گواہ شد
حکیم محمد زمان بقلم خود ملازم نواب محمد علی خان صاحب

گواہ شد
احمد نور کابلی بقلم خود

گواہ شد
عبد الرحیم سکول ماسٹر مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان بقلم خود

وصیت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

میں غلام فاطمہ زوجہ ماسٹر عبد الرحمٰن بنت خلیفہ نور الدین سوداگر قوم پٹھان۔ یہ وصیت کرتی ہوں کہ میری جائیداد میں سے ۱/۳ حصہ صدر انجمن احمدیہ کی شاخ مجلس کارپرداز مصالح قبرستان قادیان کو دیا جاوے۔ اگر اللہ اور نئی جائیداد مجھے دیوے۔ تو اس کے متعلق بھی میری یہی وصیت ہے۔ میری جائیداد زیور حسب ذیل ہیں۔

والیاں طلائی	کنٹھی	چوڑیاں نقرئی ۲ عدد	لونگ و کانٹا	بالکاں و ... عدد
۶۰	عہ	۵	عہ	عہ

العبد
غلام فاطمہ بقلم خود مورخہ ۱۱ فروری ۱۹۰۷ء

گواہ شد
شیخ محمد ... مفتی محمد صادق ... مدرس تعلیم الاسلام سکول قادیان

گواہ شد
مرزا ... احمدی قادیان

گواہ شد
ماسٹر ... عبد الرحمٰن ...

چوری اور سینہ زوری کا مقدمہ

ناظرین الحکم اس مقدمہ کے حالات سے واقف ہو چکے ہیں الحکم چونکہ بفضلہ تعالیٰ نہیں چاہتا کہ وہ ظہیر اللمجرمین ہو اسلئے اس نے اس مقدمہ کے حالات شائع کرنے ضروری سمجھے ہیں مقدمہ مذکورہ ۱۵ ۲ ر مارچ ۱۹۰۷ء کو سردار غلام حیدر خاں صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر گورداسپور کی عدالت میں پیش ہوا۔ سردار صاحب اپنی آزادمنشی اور انصاف پروری میں اس ضلع میں خصوصیت سے مشہور ہیں اور کام کرنے میں بڑے مستعد اور باہمت ہیں ۱۴ ر مارچ ۱۹۰۷ء کو بارش بڑے زور سے ہو رہی تھی اور باوجودیکہ ان ہی پہلو میں بیٹھنے والے ایک مجسٹریٹ صاحب ۲ بجے تک عدالت میں نہ آسکے سردار صاحب ٹھیک ۱۰ بجے کچہری میں آکر کام شروع کر چکے تھے ۱۱ بجے کے قریب یہ مقدمہ پیش ہوا۔ اور ڈیڑھ بجے تک شہادت استغاثہ ختم ہوگئی ملزموں کیطرف سے دو وکیل پیروکار تھے اور استغاثہ کیطرف سے کورٹ انسپکٹر صاحب تنہا کام کر رہے تھے۔ اور سچ تو یہ ہے کہ بڑی قابلیت اور مستعدی کے ساتھ وہ اپنے فرض منصبی کو ادا کر رہے تھے ایک لائق اور تجربہ کار پلیڈر اور قانون دان کیطرح انہوں نے شہادت استغاثہ کو پیش کیا + دوران شہادت میں دیوان سنت رام صاحب بیرسٹر بھی استغاثہ کیطرف سے پیروکار ہوگئے۔ شہادت استغاثہ ختم ہونے کے بعد ملزموں کا بیان ہوا۔ ملزموں نے جیسا کہ امید تھی انکار کیا۔ دیال سنگھ ملزم نے لڑائی کا ہونا بیان کیا اور یہ بھی کہا کہ اس لڑائی پر اس نے استغاثہ بھی کیا ہوا ہے۔ دوران تفتیش میں بھی ایسا معلوم ہوا تھا کہ پیش بندی کے طور پر ایک استغاثہ دیال سنگھ نے دائر کیا ہے۔ البشر ملزم نے بھی انکار کیا۔ دیال سنگھ ملزم نے نہایت بے باکی کے ساتھ ایک شرمناک وجہ عداوت پیش کی۔ اگر اسے تعزیرات ہند کی دفعہ ۴۹۷ کا علم ہوتا تو شاید اس وجہ عداوت کو پیش نہ کرتا + بہر حال عدالت نے ملزموں پر فرد جرم لگا دیا۔ اور ملزم البشر کمبو کو پانچسو روپیہ کی ضمانت پر تا فیصلہ حراست سے رہا کر دیا۔ آیندہ تاریخ پیشی جس پر گواہان صفائی لئے جاویں گے ۲۰ ر مارچ ۱۹۰۷ء مقرر ہوئی ہے اور سردار صاحب موقعہ پر بمقام قادیاں مقدمہ سماعت کریں گے۔

سالانہ کھیلوں کا مقابلہ

امسال سالانہ کھیلوں کا مقابلہ ۱۲ ر مارچ ۱۹۰۷ء کو گورداسپور میں ہوا تھا جس میں تعلیم الاسلام ہائی سکول بھی معمول کے موافق شامل ہونے کے لئے گیا تھا۔ اور ڈسکول گورداسپور میں تمام ضلع کے طلبار کو ٹھہرایا گیا تھا۔ مگر افسوس سے ظاہر کیا جاتا ہے کہ بعض معاملات میں طلبار کو وجہ شکایت پیدا ہوئی۔ اسمیں کوئی کلام نہیں کہ بابو سوہن لال صاحب ڈسٹرکٹ انسپکٹر (جو ٹورنامنٹ کمیٹی کے سکرٹری بھی تھے) بڑی مستعدی اور جفاکشی سے کام لیا۔ اور ہر طرح سے لڑکوں کو آرام پہونچانے کی سعی کی لیکن جو امر ان کے نوٹس میں نہ لایا جاوے اسکے لئے وہ ہر طرح معذور تھے۔ یہ غلطی میری رائے میں ان ٹیچروں کی اخلاقی جرأت کی کمی کیوجہ سے ہوئی جو طالبعلموں کے ساتھ تھے۔ کیونکہ جب ایڈیٹر الحکم نے بابو سوہن لال صاحب کو ان کے دفتر میں جاکر بعض ضروری امور پر توجہ دلائی تو انہوں نے بڑی مستعدی سے معاً انکا انسداد کیا جس کے لئے میں انکا خاص شکر گذار ہوں مجھے یہ بھی معلوم ہوا کہ ایک سکول کے طالب علم رات بھر وہاں گیت گاتے رہے اور رات بھر انہوں نے

مغز ما خورد و حلق خود بدرید

کا نمونہ دکھایا۔ جو شرمناک امر ہے آیندہ ایسے ٹیچر طلبار کے ساتھ آنے چاہئیں جنمیں انتظامی قوت ہو اور جو لڑکوں پر اپنا خاص اثر رکھتے ہوں لیکن ۱۲ ر مارچ ۱۹۰۷ء کو چونکہ سارا دن بارش ہوتی رہی اور آیندہ تین چار دن زمین اس قابل نہیں ہو سکتی تھی کہ کھیل شروع ہو اسلئے اس مرتبہ ٹورنامنٹ ملتوی ہوا۔ اب سال آیندہ پر دیکھنا چاہئے کیا ہوتا ہے۔

نجات یافتہ کپتان حوالات میں

گورداسپور جاکر معلوم ہوا کہ مکتی فوج کے ایک کپتان اور اس کے دو تین مددگاروں نے (جو وہ بھی نجات یافتہ اور یسوع کے لیلے ہیں) ایک عیسائی کے گھر چوری کی اور واردات کو مشتبہ کرنے کے لئے یا چھپانے کے خاطر گھر کو آگ لگا دی چلو خس کم جہان پاک۔ ان ملزموں میں ایک بزرگ الفت مسیح بھی ہیں جنکی دینداری اور اتقا کا مکتی فوج کے ہیڈ کوارٹر میں خاص شہرہ تھا۔ انہوں نے عجیب کمال کیا کہ جب پولیس تفتیش میں اس سے کچھ دریافت کرے تو وہ جواب دینے سے پہلے فوراً گھٹنے ٹیک کر آسمانی باپ کی تقدیس شروع کر دے اور اسکی مرضی کو زمین پر لانے کی سعی کرے۔ لیکن لالہ بوڑا مل صاحب کورٹ انسپکٹر پولیس نے بڑی قابلیت سے مقدمہ کو برآمد کر لیا۔ اور یسوع مسیح کے ان لیلوں کو حوالات کے باڑے میں کچھ دن دانہ پانی کھانے کے لئے رکھ لیا۔ اب مقدمہ باضابطہ چالان ہو کر فیصلہ ہوگا۔ خداوند یسوع کی ان بھیڑوں نے عیسائی مذہب کی رو سے شاید کوئی گناہ نہ کیا ہوگا کیونکہ یسوع کا خون ان کا کفارہ ہو چکا ہے۔ انسپکٹر صاحب موصوف خصوصیت سے تعریف کے قابل ہیں جنہوں نے مکتی فوج کے افسروں کی بھی پروا نہیں کی اور اصل ملزموں کو پکڑ لیا۔

ایک اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر لوٹ لیا گیا

سردار علی حسین خاں صاحب قزلباش اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر گورداسپور کے ہاں ہفتہ زیر اشاعت میں کئی ہزار کی چوری ہوگئی۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ ملزموں کے حوصلے بڑھ گئے ہیں اور وہ ایسی دیدہ دلیری سے وارداتیں کرنے لگے ہیں۔ لیکن پولیس گورداسپور کے قابل ناز افیسرز بابو غلام محمد صاحب اور لالہ بوڑا مل صاحب انسپکٹران نے ملزمان کو دوسرے ہی دن گرفتار کر لیا اور کل مال مسروقہ بھی برآمد ہو گیا یہ امر بڑی خوشی کا موجب ہے۔ سنا گیا ہے کہ یہ گروہ جو گرفتار ہوا ہے ایک خطرناک گروہ ہے۔

انسپکٹران پولیس جنہوں نے نہایت دانشمندی سے اس مقدمہ کو برآمد کیا ہے پولیس کے اعلے افسروں کیطرف سے خاص حوصلہ افزائی کے قابل ہیں اور میں اپنے ضلع کے ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس سے امید رکھتا ہوں کہ وہ ایسے معاملات پر خاص نوٹس لیتے رہیں گے تاکہ دوسرے عہدہ داران پولیس کو برآمدگی مقدمات کے لئے خاص توجہ ہو۔ ایسا ہی ان عدالتوں کو ایسے ملزموں کے لئے خاص خیال رکھنا چاہئے اور انہیں قابل عبرت سزائیں دینی چاہئیں تاکہ دوسرے ملزموں کے حوصلے پست ہوں + باقی حالات ضرورتاً پھر لکھے جاویں گے۔

دار الامان کا ہفتہ

۱۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپکے اہل بیت خدام بفضلہ تعالیٰ خیر یت سے ہیں۔ حضور حقیقۃ الوحی کا تتمہ لکھ رہے ہیں یہ کتاب عجیب و غریب نشانات کا مجموعہ ہوگی۔

۲۔ پھر بہار آئی تو آئے ثلج کے آنیکے دن کی پیشگوئی کا انشاء اللہ تعالیٰ جانے کتنا وسیع نمونہ ہوا الاہی موسم بہار شروع ہو چکا ہے اور بادل ہیں کہ آتے ہیں اور برستے ہیں ۲۱ مارچ کو بڑے زور شور سے پھر بارش ہوئی اللہ تعالیٰ رحم کرے۔

۳۔ قادیاں میں الحمد للہ اسوقت طاعون سے امن ہے نواح میں بعض جگہ بہت زور ہے اللہ ہی کے فضل پر بھروسہ ہے۔

تو صاحب جگہ جگہ بہت صرف کر کے مایوس ہو گئے ہوں انہیں قسم ہے خداوند کریم کی جب تک اسکی آزمائش نہ کریں ہرگز ہرگز مایوس نہ ہوں کیونکہ یہ مجرب مرکب اپنی خوبیوں سے ہر ایک پر ثابت ہو چکا ہے

یاقوت مروارید مرجان یشب کہربا کستوری

وغیرہ وغیرہ کا مشہور ہمدرد اعظم مرکب

لطیف خوشبو ہر گلیوں میں ایک نئی شان کی چیز جوانی کی امنگ بڑھانے کی چیز

مفرح عنبری مفرح عنبری مفرح عنبری

قیمت فی ڈبیہ ۵ تولہ دو کاسہ

قیمت فی ڈبیہ پانچ روپیہ (صہ) — قیمت تین ڈبیہ تیرہ روپے ۱۳ — قیمت ایک درجن ۵۰

مفرح عنبری کی میں خداتعالیٰ کے احسان و کرم سے وہ تمام خوبیاں موجود ہیں جنکو حاصل کرنیکے لیے اہل ملک نے لاکھوں روپیہ اور بیش قیمت ... خدا کریم کے فضل سے اب چونکہ ہندوستان کے ہر حصہ میں مفرح عنبری کا تجربہ وسیع پیمانہ پر ہو چکا ہے اس لئے مجھ کو اسکی تعریف میں صفحے سیاہ کرنے ... مفرح عنبری صرف ... بیان کرنے کی اس مختصر اشتہار میں گنجائش نہیں ... ظاہری و باطنی ... ضعف دل ... مفرح عنبری کے استعمال سے ... مفرح عنبری ... مفرح عنبری وہ جوہر ہے جو دماغ ... کو آرام دیتا ہے ... امیروں ... نوابوں ... رئیسوں ... جاگیرداروں ... حجوں و کیلوں تحصیلداروں منصفوں ... مدرسوں ... اور بالخصوص کالجوں کے طلبا جن کو صحت کی قدر ہے اس مونس و رفیق کو ہر دم اپنی جیب میں ... جہاں طبیعت گھبرائی یا کمزوری محسوس ہوئی جھٹ ایک خوراک منہ میں رکھ لی پھر تر و تازہ ہو کر اپنے کام میں لگ گئے ...

مفرح عنبری چونکہ اکثر نباتاتی اور معدنی ترقیات و جواہرات کا مرکب ہے اس لئے تمام وبائی امراض ... ان جگہوں میں جہاں پر طاعون ہیضہ پھیلا ہوا ہے یا اندیشہ ہو خدائے کریم کی فرمانبرداری کے ساتھ اسکا استعمال ... کے لئے واجب اور لازمی ہے حفظ ماتقدم کے طور پر اس سے بڑھکر دوسری دوائی کا ملنا محال ہے۔ مفرح عنبری ... ان کی خدمت میں ... اظہار کی ضرورت نہیں وہ تو خود ایسے ہی ... ان سب باتوں کو سمجھ سکتے ہیں ... مرض ... مفید ہو سکتی ہے ... جن مستورات کو اسقاط حمل کا عارضہ ہو ... کا حمل ساقط ہو جاتا ہو اور جن مستورات کو کثرت طمث یعنی ایام ماہواری میں کثرت سے خون جانے کا مرض ہو ... خون کے نکل جانے سے ردی حالت ہو گئی ہو ... تکلیف ... مفرح عنبری سے وہ لوگ بھی بفضلہ فائدہ اٹھا سکتے ہیں ... خون کا آنا ... مفرح عنبری وہ عجیب و غریب ... ہے جسکے استعمال سے ... نور دماغی طاقت ... ہو جاتی ہے ... ہو کر دل میں سرور چہرہ سرخ و پر نور ہو جاتا ہے۔

سرٹیفکیٹ ملاحظہ ہوں

خان بہادر عالی جناب مولوی محمد حسین صاحب وزیر اعظم ریاست کھیر الکہ ضلع ...

نہایت فرمائی حکیم صاحب اسلام ... آپ نے ایک ڈبیہ مفرح عنبری کی خان بہادر مولوی محمد حسین صاحب وزیر اعظم ریاست کھیر الکہ ... میں بھی مفرح عنبری بہت مفید ثابت ہوئی ... مہربانی کر کے ... ڈبیہ اور خان صاحب ... نام ... فرمائیے ...
سید بخش محمد ... سکرٹری

عالیجناب خان بہادر ... خان صاحب رئیس اعظم ...

تحریر فرماتے ہیں ۔ مفرح عنبری کی ... استعمال کرنے کے بعد اسکے فوائد مجھے مجبور کرتے ہیں کہ میں آپ کو اطلاع دوں یہ کہ مفرح عنبری ایک بے نظیر مرکب ہے اور میں یقیناً ... ہوں کہ اس سے بہتر دوائی گذشتہ چالیس سال کے عرصہ میں کبھی تجربہ میں نہیں آئی تھی ... طاقت کے واسطے ... فائدہ ہے ۔ اور آپ جس قدر اس دوائی کی ایجاد پر فخر کریں بجا ہے ... موجب اشتہار ثابت ہوئی ۔

عالیجناب راجہ کالی پرشاد صاحب تعلقدار

و رئیس ... انگریزی چٹھی کا ترجمہ ... میں نے آپ کی ایجاد کردہ مفرح عنبری کی ایک ڈبیہ استعمال کی ہے ۔ میں نہایت خوشی سے اسکے مفید ہونے کی تصدیق کرتا ہوں ... سال کی بگڑی ہوئی صحت مجھے اسکے استعمال سے واپس ملی ہے ۔ مہربانی کر کے ایک ڈبیہ ... روانہ فرمائیں

عالیجناب نواب عبدالمجید خان صاحب بہادر

... نواب صاحب بہادر ... تحریر فرماتے ہیں ... آپ کا مفرح عنبری نے جو ... دکھلایا ... بیان سے باہر ہے ... مہربانی ... ڈبیہ ... جلد ارسال فرمائیں ۔

رقم ... مفرح عنبری ... ملنے کا پتہ ...

المشتہر حکیم محمد حسین قریشی موجد مفرح عنبری مالک کارخانہ رفیق الصحت لاہور ... گلی ...